# زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

اپریل تا ستمبر 2024ء

نظام خلافت اور نظام وصیت دونوں ایک ہی لڑی میں جڑے ہوئے ہیں

خلافت امن عالم کی ضامن ہے

بد رسومات اور احمدی خواتین کی ذمہ داریاں

الفضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احبابِ جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احبابِ جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

## نمبر 1: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

- ہر بڑا فردِ جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے
- 15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں
- بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں
- چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

## نمبر 2: اِستغفار ( اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ) 100 دفعہ روزانہ

**حضورِ انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں**

## نمبر 3: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ 100 دفعہ روزانہ

حضورِ انور ایدّہ اللہ نے مزید فرمایا: اِن دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکرِ الٰہی، یہ وِرد اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ ۲۳/اگست ۲۰۲۴ء)

# فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| اداریہ | ۲ |
| القرآن الکریم | ۳ |
| کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام | ۴ |
| پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام | ۵ |
| خلاصہ خطبہ جمعہ | ۶ |
| نظمِ، وصیت کر | ۸ |
| نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت دونوں ایک ہی لڑی میں جُڑے ہوئے ہیں | ۹ |
| نظم، خلافت | ۱۳ |
| خلافت امن عالم کی ضامن | ۱۴ |
| نظم، اُس پھول سے چہرے سے ہی رونق ہے چمن میں | ۱۶ |
| بد رسومات اور احمدی خواتین کی ذمہ داریاں | ۱۷ |
| HIJAB DAY | ۱۹ |
| تعارف شہادت القرآن | ۲۰ |
| مبلغین سلسلہ کی ماؤں کا انٹرویو | ۲۳ |
| دھنک کے رنگ آپ کے سنگ | ۳۲ |
| صحت کارنر | ۳۳ |
| کام کی باتیں | ۳۵ |
| پکوان | ۳۶ |
| رپورٹ نیشنل اجتماع لجنہ وناصرات | ۳۷ |
| یادرفتگان | ۳۹ |
| واقفات نوکارنر | ۴۱ |
| ناصرات کے صفحات | ۴۶ |


## مجلس ادارت


**امیر جماعت ناروے**
محترم چوہدری ظہور احمد صاحب

**صدر لجنہ اماءاللہ**
محترمہ انعم سحر اسلام صاحبہ

**نیشنل سیکرٹری اشاعت**
محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

**نائبہ سیکرٹری اشاعت**
صدیقہ وسیم

**مدیرہ حصہ نارویجن**
شائستہ باسط

**پروف ریڈنگ حصہ اردو**
صدیقہ وسیم
فہمیدہ مسعود
امتہ المنان صبا ندیم

**گرافک ڈیزائنر**
ضویا سامہ شاہد
ماہ رخ احمد فوزی

**پرنٹنگ**
شمسہ خالد

**شائع کردہ**
شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ ناروے



Baitun Nasr Moske
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo
Kontakt@ahmadiyya.no

# اداریہ

## ناروے کا قومی دن کیسے منایا جاتا ہے

ہر سال 17 مئی کو ناروے کا قومی دن منایا جاتا ہے۔اسکولوں، دفاتر، اور تمام تجارتی اداروں میں اس دن سرکاری طور پر عام تعطیل ہوتی ہے۔ یہاں قومی دن کی تقریبات پوری دنیا سے نرالی اور انوکھی ہوتی ہیں۔اس دن فوجی پریڈ، اور توپوں کی گھن گرج سنائی نہیں دیتی۔ بلکہ اس روز ہنستے مسکراتے بچے نئے اور خوبصورت کپڑے پہنے، ہنستے گاتے اپنے اسکولوں کے ہمراہ قومی دن کے جلوس میں شریک ہوتے ہیں، پھر دن بھر یہ بچے اپنے دوستوں اور ہمجولیوں کے ہمراہ خوشیاں مناتے ہیں خوشی اور گرم جوشی کا یہ اظہار محض بچوں کی حد تک نہیں ہے اس روز بڑے، جوان اور بوڑھے سبھی مسرت اور جوش و خروش سے اس دن کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں جو بچے جلوس میں شامل نہیں ہوتے، ان کے والدین خاص طور پر انہیں تیار کر کے شہر لے جاتے ہیں۔ طرح طرح کے کھلونے ، غبارے اور کھانے پینے کی اشیاء خرید کر دیتے ہیں۔ سرکاری عمارات کے علاوہ گھروں پر بھی نارویجن جھنڈے اور جھنڈیاں لہرائی جاتی ہیں۔رات کو کم و بیش ہر گھر پر خوبصورت چراغاں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

**قدیم زمانے میں ناروے ایک آزاد مملکت کی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن 1319ء میں اسے سویڈن کے ساتھ شامل کر لیا گیا 1380ء میں اسے ڈنمارک کا حصہ بنا دیا گیا۔ساڑھے چار سو سال بعد 1814ء میں ڈنمارک نے ناروے کو پھر واپس سویڈن کے حوالے کر دیا اور بالآخر 1905ء میں ناروے نے سویڈن سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی آزادی اور خود مختاری کا باقاعدہ اعلان کیا۔1906ء سے ناروے کا شاہی خاندان مسلسل ہر سال 17 مئی کو اوسلو میں اپنے محل کی بالکونی سے بچوں کے جلوس کا استقبال کرتا ہے، بچے جو رنگ برنگے خوبصورت لباس میں ملبوس ہوتے ہیں۔وہ بادشاہ کو سلامی دیتے ہوئے گزرتے ہیں۔جدید ناروے میں 17 مئی کے دن کو کثیر الثقافتی معاشرے کی علامت کی حیثیت حاصل ہے۔اس دن تمام قومیتوں کے لوگ بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس دن کی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں۔نارویجن خواتین اور مرد اپنے روایتی خوبصورت قومی اور علاقائی لباس زیب تن کرتے ہیں۔ہر طرف ایک عید کا سا سماں ہوتا ہے۔ دو سال کرونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کی وجہ سے جلوس اور بڑی بڑی تقریبات کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ایسا ناروے کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا تھا۔**

ناروے میں قومی دن کو اس تنوع اور جوش سے منانے کی وجہ سے ہی باہر سے آنے والوں کے لئے اس کا تجربہ مسحور کن ہوتا ہے۔ متعدد ملکوں سے سیاح خاص طور سے اس دن کا مشاہدہ کرنے کے لیے آتے ہیں۔اس ملک میں موجود غیر ملکی سفیر، تجارتی نمائندے اور دیگر لوگ بھی 17 مئی کی تقریبات کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ناروے دنیا کا واحد ملک ہے جہاں قومی دن کے موقع پر نغمے بکھیرے جاتے ہیں اور بچے اس دن کو منانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔اس دن جلوسوں کی رپورٹنگ کے لیے سارا دن ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر پروگرام نشر ہوتے ہیں اور ان کے شرکاء تاریخی اور سماجی و ثقافتی حوالوں سے اس دن کی اہمیت اور قدر و قیمت کو اجاگر کرتے ہیں۔یہ دن اس ملک میں آباد سب لوگوں کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔اسکولوں کے بچے 17 مئی کے جلوس میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں تارکین وطن بچے بھی اس جلوس کا اہم حصہ ہوتے ہیں اور دیگر بچوں کی طرح ہی جوش و خروش سے اس موقع پر شریک ہوتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

**ناروے میں سرکاری مذہب عیسائیت ہونے کے باوجود دیگر مذاہب کو تبلیغ اور عبادت کی مکمل آزادی ہے۔ چنانچہ بدھ مت، ہندو مت اور، مسلمانوں سبھی نے اپنے اپنے ٹمپل اور مساجد تعمیر کر رکھے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس ملک کے عوام کو اپنے حقیقی خالق سے روشناس کروانے اور اس سے ملانے کا موجب بن کر ملک و قوم سے محبت اور خدمت کا حق ادا کر سکیں۔آمین ثم آمین**

اے وطن تجھ کو ہو مبارک جشنِ آزادی — اللہ کرے قائم رہے تیری آزادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## القرآن الکریم

**وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿155﴾**

**وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿156﴾**

**الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْہُمْ مُّصِیْبَۃٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿157﴾**

**ترجمہ:**

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (سورۃ البقرہ: (155-157)

## حدیث نبوی ﷺ

**عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَ شْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْ رِ ھِمْ وَ نَعُوْ ذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِ ھِمْ۔**

**ترجمہ:**

حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو جب کسی دشمن کے حملے کا ڈر ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا مانگتے۔اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں میں کرتے ہیں۔یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔
(حدیقۃ الصالحین۔ایڈیشن 2003ء صفحہ 343-344)

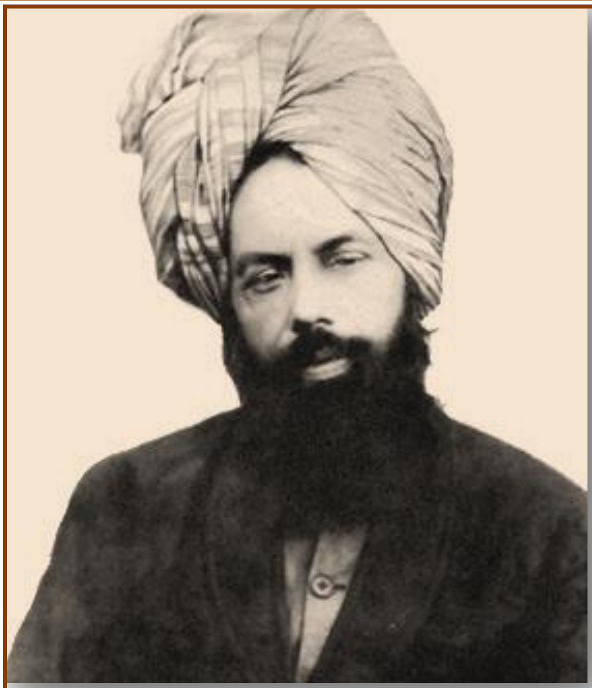

# کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یہ بھی یاد رکھو کہ یہی شہادت نہیں کہ ایک شخص جنگ میں مارا جائے بلکہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لیے ہر دکھ درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لیے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی،اس کی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اس طرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔جب اس حالت پر انسان پہنچ جاوے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ میں استقلال اور ثبات قدم ہے۔**حدیث شریف میں آیا ہے کہ** جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ میں اور نہ تمنّا کی،مرگیا وہ نفاق کے شعبہ میں۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نہ کرے۔۔پھر یہ کیسا گراں مرحلہ ہے ان لوگوں کے لیے جہنوں نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجھا۔خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے یہ معنی نہیں کہ انسان خواہ مخواہ لڑائیاں کرتا پھرے۔بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اوامر کو،اس کی رضا کو اپنی تمام خواہشوں اور آرزوؤں پر مقدم کرے۔اور پھر اپنے دل میں غور کرے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ میں اگر اس پر مصائب وشدائد بھی پڑیں تو وہ ایک لذّت اور خوشی کے ساتھ انہیں برداشت کرے اور اگر جان بھی دینی پڑے تو تردّد نہ ہو۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 423- 424ایڈیشن 2003ء)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار — جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب — کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
اسے دے چکے مال و جاں بار بار — ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

(از درثمین۔علامات المقرّبین)

# پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے　　جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے　　چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے　　غریق عشق وہ موتی اٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاو　　خودی اور خودروی کب اس کو بھاوے

مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی
فَسُبْحَانَ ا لَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کہاں تک حرص وشوق مال فانی!　　اٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوش آمال وا مانی　　یہ سو سوچ ھیدہیں تم میں نہانی
تو پھر کیوں کر ملے وہ یار جانی　　کہاں غربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکر ملک جاودانی　　یہ ملک ومال جھوٹی ہے کہانی
بسر کرت ہو غفلت میں جوانی　　مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی　　ذرا سوچو یہی ہے زندگانی؟

خدا نے اپنی رہ مجھ کو بتا دی
فَسُبْحَانَ ا لَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت　　دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت　　کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فَسُبْحَانَ ا لَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

از درثمین: بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین

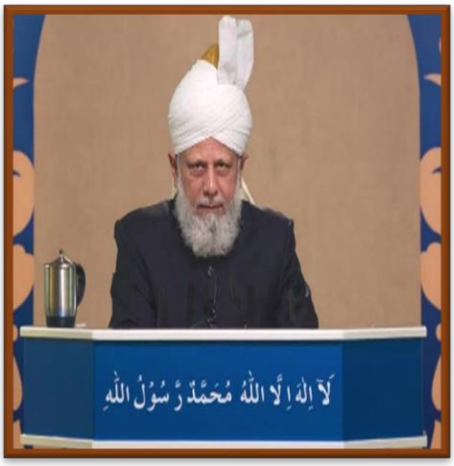


# خلاصہ خطبہ جمعہ

**سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20؍ جنوری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تذکرۃ الشہادتین میں ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے آخر پر لکھا کہ خدا تعالیٰ بہت سے اُن کے قائمقام پیدا کر دے گا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رؤیا سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مجھے امید ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ بہت سے اُن کے قائمقام پیدا کر دے گا، ہم گواہ ہیں کہ آج افریقہ کے رہنے والوں نے اجتماعی طور پر اِس کا نمونہ دکھادیا اور قائمقامی کا حق ادا کر دیا ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ نیز سورۃ البقرہ کی آیات 155 تا 157 کی تلاوت باترجمہ پیش کرنے کے بعد ارشاد فرمایا! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے بارہ میں یہ اُس کا فرمان ہے کہ وہ مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔

**اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی:** جماعت احمدیہ میں گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانیاں پیش کی جارہی ہیں، کیا اُن کی قربانیاں رائیگاں گئیں؟ نہیں! بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ بمطابق اپنے وعدہ اِن شہداء کے مقام کو بلند کرتا رہا وہاں جماعت کو پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازتا رہا۔ اِن شہیدوں نے جہاں اگلے جہان میں وہ مقام پایا جو اُنہی کا حصہ ہے اور اُن کے درجات ہمیشہ بڑھتے چلے جانے والے ہیں وہاں اِس دنیا میں بھی ہمیشہ کے لیے اُن کے نام روشن ہیں اور اِن کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا نہ صرف اپنے لیے بلکہ جماعت کی زندگی کا بھی باعث بن رہا ہے۔ یہی تو ہیں جو پیچھے رہنے والوں کی زندگی اور ترقیات کا بھی ذریعہ بن رہے ہیں، پھر وہ مُردہ کس طرح ہو سکتے ہیں؟

**بعد میں آکر پہلوں سے سبقت لے گئے:** اپنی دنیاوی زندگیوں کی قربانی دے کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے والے بن گئے ہیں، جنہوں نے جان، مال، وقت کو قربان کرنے کا جب عہد کیا تو پھر نبھایا اور ایسا نبھایا کہ بعد میں آکر پہلے آنے والوں سے سبقت لے گئے، اللہ تعالیٰ اِن میں سے ہر ایک کو اُن بشارتوں کا وارث بنائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قربانیاں کرنے والوں کو دی ہیں۔

**تفصیلات المناک واقعہ شہادت:** برکینا فاسو کا شہر ڈوری جہاں مہدی آباد نئی آبادی قائم ہوئی تھی وہاں جماعت ہے، ۱۱ جنوری کو عشاء کے وقت نو احمدی بزرگوں کو مسجد کے صحن میں باقی نمازیوں کے سامنے اسلام احمدیت سے انکار نہ کرنے کی بناء پر ایک ایک کرکے شہید کر دیا گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ، رپورٹ

کے مطابق بوقت عشاء چار موٹر سائیکل پر آٹھ مسلح دہشت گرد مسجد میں آئے تو اذان ہو رہی تھی، اُس وقت تک کچھ نمازی آچکے تھے اور باقی ابھی آرہے تھے، اذان ختم ہونے کے بعد دہشت گردوں نے مؤذن سے احباب کے مسجد میں جلد آنے کا اعلان کروایا کہ کچھ لوگ آئے ہیں اُنہوں نے بات کرنی ہے۔ جب نماز کا وقت ہو گیا تو امام ابراہیم بد گا صاحب نے اُن سے کہا کہ ہمیں نماز پڑھ لینے دیں لیکن اُنہوں نے اجازت نہ دی۔ اُنہوں نے امام صاحب سے جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق کافی سوالات کیے جن کے جوابات امام صاحب نے تسلی اور بہادری سے دیے اور بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور آنحضرت ﷺ کو ماننے والے ہیں، حضرت عیسیٰؑ وفات پاچکے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام امام مہدی اور مسیح موعود کے طور پر آئے ہیں آخر پر مسلح افراد یہ باتیں سن کر کہا کہ احمدی مسلمان نہیں بلکہ پکے کافر ہیں اور نعوذ باللہ! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو جھوٹا قرار دیا۔

**میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا:** پھر دہشت گردوں نے مسجد میں موجود احباب وخواتین سمیت 60 سے 70 نمازیوں میں سے بچوں، نوجوانوں اور بزرگوں کے الگ الگ گروپ بنائے بلحاظ عمر گروپس بنانے کے بعد اُنہوں نے بڑی عمر کے افراد سے مسجد کے صحن میں آنے کا کہا، اُس وقت دس انصار مسجد میں موجود تھے جن میں سے ایک معذور کو یہ کہہ کر بٹھا دیا گیا کہ تم کسی کام کے نہیں ہو بیٹھے رہو۔ مسجد کے صحن میں کھڑا کر کے امام ابراہیم بد گا صاحب سے کہا! اگر وہ احمدیت سے انکار کر دیں تو اُنہیں چھوڑ دیا جائے گا اُنہوں نے کہا: میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا، جس صداقت کو مَیں نے پالیا ہے اِس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں، ایمان کے مقابلہ میں جان کی حیثیت کیا ہے؟ اُنہوں نے امام صاحب کی گردن پر بڑا چاقو رکھا اور اُن کو لِٹا کر ذبح کرنا چاہا لیکن مزاحمت اور کہنے پر کہ مَیں لیٹ کر مرنے کی نسبت کھڑے رہتے ہوئے جان دینا پسند کروں گا، امام صاحب کو گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

**سب احمدی بزرگوں نے پہاڑوں جیسی استقامت کا مظاہرہ کیا:** امام صاحب کو بے دردی سے شہید کرنے کے بعد دہشت گردوں نے خیال کیا کہ باقی لوگ خوفزدہ ہو کر ایمان سے پھر جائیں گے، چنانچہ اُنہوں نے اگلے احمدی بزرگ سے کہا کہ احمدیت سے انکار کرنا ہے یا تمہارا بھی وہی حشر کریں جو تمہارے امام کا کیا ہے؟ اُس بزرگ نے بڑی دلیری اور بہادری سے کہا کہ احمدیت سے انکار ممکن نہیں ہے، جس راہ پر چل کر ہمارے امام نے جان دی ہے ہم بھی اِسی راہ پر چلیں گے۔ اِس پر اُنہیں بھی سر میں گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ پیچھے رہ جانے والے افراد سے بھی فرداً فرداً یہی مطالبہ کیا گیا کہ امام مہدیؑ کا انکار کر دیں اور احمدیت چھوڑ دیں تو اُنہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ سب احمدی بزرگوں نے پہاڑوں جیسی استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جرأت اور بہادری سے شہادت کو گلے لگانا قبول کر لیا، کسی ایک نے بھی ذراسی کمزوری دکھائی اور نہ ہی احمدیت سے انکار کیا، ایک کے بعد ایک شہید گرتا رہا لیکن کسی کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ سب نے ایک دوسرے سے بڑھ کر یقین محکم اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور ایمان کا عَلم بلند رکھتے ہوئے اللہ کے حضور اپنی جانیں پیش کر دیں۔

**ہر شہید کو کم وبیش تین گولیاں ماری گئیں:** نو شہداء میں دو جڑواں بھائی بھی شامل تھے جب 8 افراد کو شہید کیا جا چکا تو آخر پر سب شہداء سے چھوٹے 44 سالہ آگوما آگ عبد الرحمٰن صاحب سے دہشت گردوں نے پوچھا کہ تم جوان ہو، احمدیت سے انکار کر کے اپنی جان بچا سکتے ہو۔ اُنہوں نے بڑی شجاعت سے جواب دیا: جس راہ حق پر چل کر میرے بزرگوں نے قربانی دی ہے، **مَیں بھی اپنے امام اور بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ایمان کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوں**، اِس پر اُنہیں بھی بڑی بے دردی سے چہرہ پر گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔ دہشت گردوں کے مسجد میں آنے سے لے کر سوال وجواب، عقائد پر تفصیلی بحث اور ساری کارروائی کر کے مسجد سے نکلنے تک کم وبیش ڈیڑھ گھنٹے کا وقت بنتا ہے، اِس دوران بچے اور باقی افراد جس کرب اور تکلیف سے گزرے ہوں گے اُس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اُن کے سامنے اُن کے بزرگوں کو شہید کیا جا رہا تھا۔ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن، 23 جنوری 2023ء بروز سوموار)

# وصیت کر

نظم عبدالسلام اختر (بھیجنے والی امتہ المنان ندیم مجلس بیت النصر)

سُن اے حق آشنا تو اہلِ ایماں ہے وصیت کر
کہ یہ ارشادِ باری ، حکم قرآں ہے وصیت کر
تجھے حاصل اگر کچھ فہم و عرفاں ہے وصیت کر

وصیت کر کہ تکمیل عروجِ بزم انساں ہو
خدا کا فضل ہر حالت میں خود تیرا نگہباں ہو
اگر سوچے تو اُس کا فضل ارزاں ہے وصیت کر

وصیت کیا ہے معراجِ حصولِ فضلِ ربانی
بنائے فخر ایمانی ۔ کمال نوعِ انسانی
یہی آرام و تسکین و دل و جاں ہے وصیت کر

نہ کر تکیہ یہاں کی زندگی پر یہ ہے نادانی
یہاں کی زندگی دھوکہ ، یہاں کی زندگی فانی
یہاں ہر گل میں اک شعلہ فروزاں ہے وصیت کر

ہزاروں ہیں جو اس منزل پہ ہمت ہار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں
اگر زادِ سفر کا تجھ کو ارماں ہے وصیت کر

یہ چند اشعار اخترؔ میری جانب سے ہیں نذرانہ
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو، نصیحت ہے غریبانہ
وصیت پر دل و جاں اپنے قرباں ہیں وصیت کر

# نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت دونوں ایک ہی لڑی میں جُڑے ہوئے ہیں

از طرف۔شعبہ وصیت لجنہ ناروے

جیسا کہ موضوع سے ظاہر ہے کہ نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت ایک ہی لڑی میں پروے ہوئے دو موتی ہیں مگر اس کی حقیقت جاننے سے قبل اس کے پس منظر میں دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس کی بنیاد کس نے ڈالی اور کس بناپہ اس کی ضرورت پیش آئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جب خدا تعالیٰ نے مسلسل وحی کے ذریعہ آپ کی وفات کی اطلاع دی تو ساتھ ہی ساتھ آپ کے ذریعہ قائم کردہ جماعت کی دائمی بقا کے لیے قدرتِ ثانیہ یعنی نظامِ خلافت کے ظہور کی خوشخبریوں سے بھی نوازا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1905 میں خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے ایک رسالہ الوصیت تحریر فرمایا:

جس کے **اوّل حصّہ** میں نظامِ خلافت کے اجراء کی پیشگوئی فرمائی اس بشارت کا تعلق آپ کے وصال کے بعد ایک روحانی نظامِ قیادت یعنی خلافت کے قیام سے تھا جس کو آپ نے قدرتِ ثانیہ کے الفاظ میں بیان فرمایا۔

اور **دوسرے حصّہ** میں جماعتِ احمدیہ کی عالمگیر ترقیات کے لیے مالی ضرورت کے پیشِ نظر آسمانی بشارتوں کے تحت وصیت کا نظام جاری فرمایا۔اور اس دوسری بشارت کا تعلق روحانی زندگی کی بقا اور ترقّی کے لیے تھا۔

**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:** وصیت خدا تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے جس نے نظامِ خلافت کے زیرِ سایہ پھلنا اور پُھولنا ہے اور بالآخر ساری دنیا کو اپنے فیض سے بہرہ ور کرنا ہے۔

## نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت کا گہرا تعلّق۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت کا بڑا گہرا تعلّق ہے۔نظامِ خلافت کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اس کے لیے قربانیاں بھی دیتے چلے جائیں(خطبہ جمعہ اگست 2004)پس نظامِ خلافت کی پیش گوئی کا فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا گہرا تعلّق ہے اور جس طرح نظامِ وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافتِ احمدیہ کی اطاعت کا جوّا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔پس جب تک خلافت رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقّی کرتا چلا جائے گا۔ (خصوصی پیغام عالمگیر احمدیت 21جولائی 2005)

## وصیت کا نظام خلافت سے تعلّق اور خلافت کے زیرِ سایہ نظامِ وصیت کا فروغ۔

نظامِ وصیت اور خلافت کا،چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ سلسلہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔جس نے بہر صورت آگے بڑھنا اور ترقّی کرنا اور بالآخر ساری دنیا پر روحانی طور پر غالب آنا ہے۔لہٰذا اِسی حقیقت کے پیشِ نظر خلفاء کرام کے ادوار میں وصیت کے لیے ترقّی اور کی گئی کوششوں پہ ایک نظر ملاحظہ فرمائیں:

**خلافتِ اُولیٰ:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے رسالہ الوصیت تحریر فرمانے کے معاًبعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کا قیام فرمایااور حضرت حکیم مولوی نورالدّین کو اس کا صدر مقرر فرمایا آپ کی صدارت میں مورخہ 29 جنوری 1906ء کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اجلاسِ اوّل منعقد ہوا جس میں مسوّدہ وصیت ریکارڈ کیا گیا اور وصیت سے متعلقہ امور طے کیے گے۔

**خلافتِ ثانیہ:** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ قادیان 1942ء کے آخری روز ایک معرکۃ الآرا خطاب فرمایا جس میں آپ نے دنیا میں رائج مختلف اقتصادی نظاموں کا تقابلی جائزہ فرمایا اور ان سب نظاموں میں پائی جانے والی خامیوں کی نشاندہی فرمائی۔اور ثابت فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کے تحت قائم ہونے والا نظامِ وصیت ہی صرف ان خامیوں سے پاک ہے۔یہی وہ نظام ہے جس نے بالآخر ساری دنیا کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنا ہے۔

**آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں** کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلاّ چلاّ کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔روس کہے گا آؤ میں تمہیں نیا نظام دیتا ہوں۔ہندوستان کہے گا آؤ میں تمہیں نیا نظام دیتا ہوں۔جرمنی،اٹلی اور امریکہ کہیں گے کہ ہم تمہیں نئے نظام دیتے ہیں اُس وقت میرا قائم مقام کہے گا کہ یہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح کے رستے پہ چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔(نظامِ نو صفحہ 125)

آپ رضی اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: تحریکِ جدید کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ ہو گی اور تبلیغ کے ذریعہ لوگ احمدیت قبول کریں گے پھر احمدیت قبول کرنے کے بعد وہ وصیت کریں گے اور اس نظام کے جاری ہونے کے ساتھ ساتھ احمدیت کو غیر معمولی تقویت اور غلبہ نصیب ہو گا۔اِن اموال کے ذریعہ جہاں اسلام کی اشاعت ہو گی،نیکی اور صالحیت ترقی کرے گی وہاں یتامیٰ اور مساکین کی خبر گیری اور بہبودِ انسانیت کا کام بھی وصیت کے اموال سے انجام پائے گا۔ان شاء اللہ۔

**آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:** جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ صرف ہو گی بلکہ اسلام کی منشاء کے تحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ان شاء اللہ۔یتیم بھیک نہ مانگے گا،بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی،بے سروسان پریشان نہ پھرے گا۔کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہو گی،نوجوانوں کی باپ ہو گی،عورتوں کا سُہاگ ہو گی،اور جبر کے بغیر محبت اور دِلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا میں بدلہ نہ ہو گا۔ہر دینے والا خدا اسے بہتر بدلہ پائے گا،نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر بہت وسیع ہو گا۔ان شاء اللہ (نظامِ نو 131-132)

**خلافتِ ثالثہ:** خلافتِ ثالثہ میں ایک بڑا کام مجالسِ موصیان کا قیام اور ان مجالس کے ذریعہ قرآنِ کریم پڑھنے اور پڑھانے نیز اس کی تعلیمات پر عمل کروانے کا انتظام کرنا اور اس غرض سے وقفِ عارضی کی سکیم کو منظم اور فعال کیا جانا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ قرآنِ کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا،اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس،پہلا اور

آخری فرض ہے اور جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی اُن پر یہ فرض ہے کہ پہلے اپنے گھر سے شروع کریں حتیٰ کہ ان کے گھر میں کوئی مرد کوئی عورت کوئی بچہ یا کوئی دیگر فرد جو ان کے اثر کے نیچے ہو یا ان کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے۔ پھر اس کے معانی اور اس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 5 اگست 1966ء)

**خلافتِ رابعہ میں نظامِ وصیت۔** حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت میں نظامِ وصیت کے مقاصد میں سے ایک مقصد تقویٰ میں ترقّی کے ساتھ جو غیر معمولی قربانی کی روح ہے اس پہلو کے بارے میں مجلسِ کارپرداز کے نام مختلف مواقع پر اپنی تفصیلی ہدایات اور متعدد موصیان کے نام خطوط میں روشنی ڈالی۔

**آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:** وصیت کی بنیاد وہ روح ہے، جس کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظامِ وصیت جاری فرمایا اور وہ روح یہ ہے کہ وہی شخص موصی کہلائے گا جو دینی عمل اور اعتقادات کے لحاظ سے بھی صفِ اوّل پہ ہو اور مالی قربانی میں بھی ایسی شاندار قربانی کرنے والا ہو کہ آئندہ نسلیں اس کی قربانی کا حال دیکھ کر اس کے لیے دعائیں کریں۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1983ء صفحہ 141-142)

**عمر کے آخری حصہ میں وصیت کرنے والوں کے متعلق آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**

جو شخص ساری عمر کی کمائیاں کھانے، جائیدادیں بنانے اور انہیں آگے تقسیم کرنے اور زندگی کی رونقوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد ایسی لمبی عمر میں جا کر وصیت کرے اس کا یہ عمل وصیت کرنے کی روح کے ہی خلاف ہے۔ اس لیے ایسی وصیتیں شروع ہی میں قبول نہیں کرنی چاہییں۔ (رجسٹر ارشادات حضور ایدہ اللہ رجسٹر نمبر 3 ارشاد نمبر 258) آپ نے مزید فرمایا: غربت کی وجہ سے اگر کوئی توفیق نہیں پا سکتا تو اس پہ کوئی گناہ نہیں۔

**خلافتِ خامسہ میں نظامِ وصیت کا سُبک خرام ارتقاء:** ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منصبِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل بھی نظامِ وصیت کے انتظامی امور سے لمبا عرصہ خاص تعلّق رہا ہے۔ مسندِ خلافت پہ متمکن ہوتے ہی نظامِ وصیت کو ایسی سُبک خرام ترقی ملی کہ گویا کہ اس نظام کا تو احیاءِ نو ہو گیا اور یہ سلسلہ گذشتہ سالوں سے بڑھتا چلا گیا۔ الحمد للہ۔

حضور انور نے جلسہ سالانہ یوکے 2004ء پر معرکۃ الآرا اور تاریخ ساز خطاب فرمایا اور عالمگیر اجماعتِ حمدیہ کو 2005ء میں نظامِ وصیت کے 100 سال پورے ہونے پر موصیان کی تعداد 50 ہزار اور خلافتِ احمدیہ کی صد سالہ جوبلی 2008ء تک کمانے والے افراد کے 50 فیصد کو نظامِ وصیت میں شامل کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور یہ کہ جماعت کی طرف سے اللہ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہو گا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پہ شکرانے کے طور پہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہو گی۔ ان شاء اللہ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست 2004ء)

حضور انور نے فرمایا: ”سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہیے۔ نیشنل عاملہ سے لے کر نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل ہو گا۔“ (سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے 26 ستمبر 2006ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: پس اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اس کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے ہم بھی ان اعمال کو بجا لانے والے ہوں کیونکہ نظامِ وصیت ہی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض مسلمان کرتے ہیں کہ غلط طریق سے مال کمایا اور پھر بازار میں ٹھنڈے پانی کی سبیل لگا دی یا برف ڈلوا دی یا مسجد بنوا دی یا اس کا کچھ حصہ بنوا دیا۔ یا حج کر آئے اور سمجھ لیا کہ ہمارے ناجائز ذریعے سے کمائے ہوئے مال پاک

ہوگئے ہیں۔ایسے لوگ تو دین کے ساتھ مذاق کرنے والے ہوتے ہیں۔بلکہ یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کے لیے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت پڑے گی۔جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنادے۔تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی ضروریات بھی باحسن پوری ہو سکیں۔اس لیے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔تو اس لحاظ سے میرے نزدیک نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے اور ضروری نہیں کہ ضروریات کے تحت پہلے خلفاء جس طرح تحریکات کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی اسی طرح مالی تحریکات ہوتی رہیں بلکہ نظام وصیت کو اب اتنا فعال ہو جانا چاہیے کہ سو سال بعد تقویٰ کے معیار بجائے گرنے کے نہ صرف قائم رہیں بلکہ بڑھیں اور اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں اور قربانیاں پیدا کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 99-98 الحکم 24 جون 1901ء)

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حضورِ انور کے ارشاد پر غور کریں، فکر کریں جو سستیاں اور کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام میں شامل ہوں اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصّہ پائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وصیت کیا ہے معراجِ حصولِ فضلِ ربّانی      بِنائے فخرِ ایمانی کمالِ نوعِ انسانی

”لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔

جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔“

# خلافت

نبیلہ رفیق مجلس درامن

یہ سچ ہے خالقِ کون ومکاں ہر شہ پہ قادر ہے
وہ خیر الماکرین،تدبیر کرتا ہے حکیمی سے

کیے وعدے وہ اپنے پاک بندوں سے نبھاتا ہے
ہے جس کا نام قدرت ثانیہ منظر پہ لاتا ہے

نیابت کا عطا ہوتا ہے،ہدیہ پھر سے امت کو
دلِ مومن کرے آباد وہ دے کے خلافت کو

ملی آدم کو دنیا کی،خلافت ذات واحد سے
بشر کی اس سعادت پہ ملائک رشک کرتے تھے

خلافت کیا ہے اک چھایا،راحت کی سکینت کی
صلح وجوئی، تسلیم ورضا کی اور ہدایت کی

شریعت کے پرت کھلتے ہیں تہ در تہ خلافت سے
عبادت کی حلاوت رچتی ہے خلافت سے

خلافت آنچ ہوتی ہے، نبوت کے چراغوں کی
دلِ صدیق کو کندن بناتی ہے تپش جس کی

خلافت نام ہے خیر الوریٰ کی جانشینی کا
عمر ابو بکر عثمان وعلی کی جانثاری کا

خلافت درس دیتی ہے عجز سے سر جھکانے کا
مساوات واخوت کا خدا کا قرب پانے کا

یہ وہ مالی ہے جو ہر ڈال کو گلنار کرتا ہے
کھلا ہے دامنِ شفقت، عجب مہکار رکھتا ہے

خلافت کا شجر دیتا ہے ہر مطلوب کو سایہ
اندھیرے نور بن جائیں یہ وہ اعجاز رکھتا ہے

ثریا پر گئے ایماں پلٹتے ہیں، نبوت سے
عرش تک نور کے رستے نکلتے ہیں خلافت سے

نبوت قطرہ اول، خلافت ابرِ بارانی
نبوت سرّ وحدت ہے، خلافت فضلِ ربانی

نبوت نور کا چشمہ، خلافت شعلہ سامانی
نبوت حوضِ کوثر، ہے خلافت آبِ روحانی

نبوت کے کرشمے نے خلافت کو جلا بخشی
خلافت کی محبت نے اس عاجز کو زباں بخشی

بڑھے گی اور پھولے گی نیابت اب مسیحا کی
رہے گی حشر تک قائم خلافت اس مسیحا کی

یہ قدرت دم بدم بھٹکوں کو راہِ حق دکھاتی ہے
عروجِ آدمیت کا فہم وادراک لاتی ہے

خلافت کے تعلق سے دلوں میں نور جلتے ہیں
پناہِ زندگی ملتی، وساوس دور ہوتے ہیں

# خلافت امن عالم کی ضامن

تحریر کردہ: ثمینہ ظہور مجلس Lillestrøm

آج کی دنیا کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو ہر انسان خواہ دنیا کے کسی بھی خطہ سے تعلق رکھتا ہو اس بات سے خوف زدہ ہے کہ دنیا بدامنی اور انتشار کی وجہ سے تیسری جنگ عظیم کے دہانے پر کھڑی ہے گویا کسی بھی وقت جنگ چھڑ سکتی ہے۔ ترقی یافتہ اور جدید اسلحہ سے لیس دنیا کی یہ ایٹمی جنگ ساری دنیا کو اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لے گی کہ خطہ زمین پر کوئی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا ایسے خوف کے وقت میں خلافتِ احمدیہ زمین پر خدا کا قائم کردہ وہ نظام ہے جو تمام اقوام کو بغیر کسی رنگ و نسل کے امتیاز کے ایک جھنڈے تلے اکٹھا کر دیتا ہے۔ خدا کے چنیدہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انسان ایک ایسے حصار میں آ جاتا ہے کہ جو اس کے ایمان کو مضبوطی اور جلا بخشتا ہے۔ خلافت الہام الٰہی اور خداداد بصیرت سے ایسے راہنمائی کرتی ہے کہ اس کے پیچھے چل کر نہ صرف عام انسان بلکہ اقوام بھی امن و سلامتی کی راہ پاسکتی ہیں۔ اس بدامنی اور بے سکونی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ دُنیا نے اپنے خالق کو بھلا دیا ہے۔ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کو ترک کر دیا ہے اور وقت کے امام کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ جب انسان خالق سے ہی منہ موڑ لے تو اُسے پناہ کہاں مل سکتی ہے اس لیے خدا کی پہچان اور خدا کا قائم کردہ نظام خلافت ہی آج دنیا کی بقاء اور امن کا ضامن ہے۔

**قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔" (سورۃ المائدہ آیت 9)

**پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے:**"اے داؤد! یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور میلانِ طبع کی پیروی نہ کر ورنہ وہ (میلان) تجھے اللہ کے رستے سے گمراہ کر دے گا۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب (مقدر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ حساب کا دن بھول گئے تھے۔" (سورۃ ص آیت 27)

ان آیات میں بنیادی اصول بیان کر دیے گیے ہیں جنہیں آج دنیا بُھلا چکی ہے اور جو امن عالم کو تباہ کرنے کی وجہ بن رہے ہیں۔ عدل و انصاف اور حق سے مبرّا فیصلے کیے جاتے ہیں۔ جہاں ذاتی مفادات اور فیورٹ ازم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ آج اسلامی دنیا ہو، دیگر ممالک یا خود اقوام متحدہ ہر کسی کے دوہرے معیار ہم سب کے سامنے ہیں۔ ایسے تاریکی کے زمانے میں خدا تعالیٰ جب اپنے نائب کو بھیجتا ہے تو وہ اس زمانے کا حکم اور عدل ہوتا ہے اور اسے یہ ذمہ داری سونپی جاتی ہے کہ وہ انصاف کے ان اصولوں کو دنیا میں واپس قائم کرے جنہیں دنیا بُھلا چکی ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانے کے حکم اور عدل ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ "سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔" (تذکرہ صفحہ 490 ایڈیشن چہارم) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے خلفاء بھی اس کام کے لیے کوشاں رہے ہیں اور اپنی تمام طاقتیں بروئے کار لا کر دنیا کو متنبہ کرتے رہے ہیں کہ اگر بے انصافی،

تفرقہ بازی اور غیر منصفانہ رویے اختیار کیے گیے تو دنیا بے مثل تباہی اور بربادی کا شکار ہو جائے گی۔

**حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے فرماتے ہیں:** "میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا نتیجہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے اور آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو۔ پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ قیادت سے اپنا تعلق باندھو خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لیے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں پس واپس آؤ اور توبہ اور استغفار سے کام لو" (خلیج کی جنگ اور حضرت امام جماعت احمدیہ کا تجزیہ صفحہ 7،8)

**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز** نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب کی حیثیت سے دنیا میں اسلام اور امن کا پیغام پہنچانے کے لیے دنیا کی مختلف پارلیمنٹ میں خطاب کیے۔ دنیا کے متعدد سربراہان کو خطوط لکھے جن میں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ امن عالم کے لیے کس طرح تباہی سے بچ کر امن اور تحفظ کی راہ اختیار کی جاسکتی ہے۔ **چنانچہ 2012 میں کیپٹل ہل، واشنگٹن ڈی سی، امریکہ میں اپنے خطاب میں آپ نے فرمایا:** "حقیقت یہ ہے کہ امن اور انصاف کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ یہ وہ اصول ہیں جنہیں دنیا کے تمام باشعور اور دانا لوگ سمجھتے ہیں در حقیقت مفسدوں کے سوا کبھی بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی معاشرہ، ملک یا دنیا میں عدل و انصاف قائم ہونے کے باوجود فساد ہو سکتا ہے۔ تاہم ہمیں دنیا کے بہت سے حصوں میں امن کا فقدان اور فساد نظر آتا ہے۔ اس سے یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں انصاف کے تقاضے پامال ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ جب بھی اور جہاں کہیں بھی بے انصافی پائی جائے تو اس کا تدارک کیا جائے۔" (عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 73)

**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر کے نام خط میں تحریر فرمایا کہ**

"میں مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے آپ کو خط لکھ رہا ہوں جن کی بعثت کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی۔ آپ کی قائم کردہ جماعت، جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم دنیا کو باہمی محبت اور امن کے ساتھ جینے کا طریق سکھانے میں تن دہی سے مصروف ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ لوگوں کو متوجہ کرتا رہتا ہوں۔۔۔ چونکہ میں بھی رحمۃ اللعالمین کی امت کا ایک فرد ہوں اس لیے بنی نوع انسان سے محبت اور امت مسلمہ کی ہمدردی نے مجھے ابھارا کہ میں آپ کو خط لکھوں۔ اے خدا! تو مسلمان سربراہوں کو توفیق بخش کہ وہ میری بات کو سمجھیں اور امن عالم کے قیام کے لیے پورے اخلاص کے ساتھ اپنا کردار ادا کریں۔ میں آپ کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے نام کا واسطہ دے کر ہمدردی خلق اور محبت کی وجہ سے استدعا کرتا ہوں کہ خدارا! امنِ عالم کے قیام کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔"

(عالمی بحران اور امن کی راہ، صفحہ 239-241)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ تمام دنیا وقت کے امام کو مانتے ہوئے خلافت کے حصار میں آجائے تا یہ جان لے کہ امن کی اصل ضامن خلافت ہی ہے۔ آمین ثم آمین۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

# اُس پھول سے چہرے سے ہی رونق ہے چمن میں

اِک تیر سا، آ کے یہ مرے دل پہ لگا ہے
حیرت میں ابھی تک ہوں یہ کیا میں نے سُنا ہے

اللہ نہ کرے آپ کو تکلیف کوئی آئے
اِک ٹھنڈی ہَوا آپ کی جانب سے سدا آئے

سوچُوں تو وجود، اپنا مرِا سارا یہ ہِل جائے
کرتی ہوں دعا، عُمر مری آپ کو مل جائے

اس پُھول سے چہرے سے ہی رونق ہے چمن میں
اِک شمعِ فروزاں ہے، ہر ایک کے مَن میں

وہ دل ہے جہاں بھر کے لیے پیار کا ساگر
ظلمت کی سیاہی میں وہی دل ہے ضیا گر

جِس دِل سے پہنچتی ہیں زمانے کو شعائیں
اُس دِل کو پہنچتی رہیں ہر دِل کی دعائیں

جِس شخص کی خاطر، ہر اِک جاں پہ بنی ہے
وہ شخص تو ہر اِک کے لئے چھاؤں گھنی ہے

کیا عزم ہے کیا حوصلہ اللہ نے دیا ہے
تکلیف میں بھی آپ نے اُف تک نہ کیا ہے

ہر دکھ میرے آقا نے تو، تنہا ہی سہا ہے
ہر فکر و اَلم، اپنے ہی شانوں پہ لِیا ہے

دلگیر جماعت نہ ہو اس فکر سے ہی ناز ؔ
دکھ اپنی علالت کا کسی سے نہ کہا ہے

اللہ کرے دُور ہوں، یہ ساری بلائیں
رحمت کی برستی رہیں ہر آن گھٹائیں

جاں اُس کی تو ہے وقف، ترِے دین کی خاطر
فعّال عُمر دے، اُسے مخلوق کی خاطر

مانگیں نہ اگر تُجھ سے تو پھر مانگیں گے کس سے

ہم تیرے ہی بندے ہیں ، ہمارا تُو خُدا ہے

طاہرہ زرتشت ناز

# بدرسومات اور احمدی خواتین کی ذمہ داریاں

سعدیہ جاوید مجلس بیت النصر

یہ وہ موضوع جس پر اکثربات کی جاتی ہے اوراس کی ضرورت بھی گاہے بگاہے پڑجاتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا"میں جماعت کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم پر لازم ہے کہ وقتاً فوقتاً رسوم رواج کے خلاف آوز بلند کرتے رہیں" (خطبہ جمعہ 16/12/1983)

بدعات اور بدرسومات وقت کے ساتھ ساتھ اپنی شکلیں بدلتی رہتی ہیں کیونکہ ان کا اپنا تو کوئی وجود نہیں ہوتا۔خواہ وہ شادی بیاہ کی رسومات ہوں،پیدائش کی رسومات ہوں،غیروں کے تہوار منانے کی رسومات ہوں۔بدعات،رسم ورواج،فضولیات،تکلف،تصنع،نمائش کی دوڑ جگہ جگہ نظر آتی ہے سوال یہ ہے کہ کیا یہ تمام رسومات ہماری دائمی خوشیوں کو برقرار رکھتی ہیں یا صرف ان سے وقتی خوشیاں وابستہ ہیں۔اصل میں تو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہی حقیقی اوردائمی سکون کا باعث ہے۔بدعات اور بدرسوم کی راہیں شرک تک لے جاتی ہیں۔ہمارا پاک اور سچا مذہب زندگی میں آسانیاں بانٹتا ہے جبکہ یہ بدرسوم وبدعات زندگی میں مشکلات،تکالیف اور پریشانی کا موجب بنتی ہیں۔حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یاد رکھو ہر رسم اور بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔(سنن نسائی)

چونکہ موجودہ دور سوشل میڈیا کا دور ہے تو اس کی مہربانی سے تمام نامناسب رسمیں بھی بہت تیزی سے گردش کرتی ہیں۔شادی بیاہ کے معاملات کو ہی لے لیں نت نئی رسموں نے جگہ لے لی ہے۔بچی کی رونق سے لے کر شادی ولیمہ تک کے انداز ہی بدل گئے ہیں۔مائیں اس بات پر اصرار کرتی ہیں کہ لڑکے کی بھی مہندی کی تقریب ہونی چاہیے،مہندی،شادی کے گیتوں میں سسرال والوں کی برائیاں کرنا،پھر بچی وہی خیالات دل میں لے کر اپنی نئی زندگی میں قدم رکھ لیتی ہے۔شادی کی تقریب پر ڈیک پر گانے ضرور لگائیں جائیں،خاص طور پر جب دلہن شادی کے موقع پر حال میں داخل ہو،اصرار کیا جاتا ہے کہ صرف میوزک ہی تو لگانا ہے۔ رونق میں ڈانس کرنا وغیرہ۔

**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:**"میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہیے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 84)

**حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:**"انسان میں ایک مرض ہے جس میں یہ ہمیشہ اللہ کا باغی بن جاتا ہے اور اللہ کے رسول اور نبیوں کو جھٹلاتا ہے۔وہ مرض عادت رسوم رواج یا کوئی خیالی ضرورت ہے۔یہ چار چیزیں میں نے دیکھا ہے،چاہے کتنی نصیحتیں کرو جب وہ اپنی عادت کے خلاف کوئی بات دیکھے گا یا رسم کے خلاف تو اس سے بچنے کے لیے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کرے گا۔" (خطبات نور صفحہ 650)

**حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:**"شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر ایسی بدرسومات میں مبتلا نہ ہوں جو احمدیوں کو زیب نہیں دیتیں اور ایک دفعہ یہ بدرسومات آپ کی تقریبات میں راہ پا گئیں تو پھر یہ بیماریاں ہمیشہ کے لیے چمٹ جائیں گی اور بڑھتی رہیں گی اور پھر ان کا کوئی علاج نہیں کر سکیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/نومبر 1993)

اب ایک نئی رسم نے جنم لے لیا ہے۔ جس کا نام شلیمہ ہے۔ اوراس کا جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس طرح خرچ کم ہوتا ہے کیونکہ دو فریق مل کر کرتے ہیں شادی کے موقع پر لڑکی اور لڑکے والے رخصتی اور ولیمہ کا فنکشن علیحدہ علیحدہ کرنے کی بجائے رقم اکٹھی کر کے بڑے بڑے مہنگے ہوٹلوں میں یا شادی ہالز میں ایک ہی فنکشن کر رہے ہیں۔ اس مشترکہ تقریب کو شلیمہ کا نام دیا گیا ہے۔ اس بارے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا "یہ غلط ہے اور شرعاً غلط ہے۔ ولیمہ تو جب تک میاں بیوی کو خلوت صحیحہ میسر نہ ہو، نہیں ہو سکتا" خلوت صحیحہ کا مطلب ہے کہ میاں بیوی کا رخصتانہ کے بعد کسی ایسی جگہ پر تنہائی میں اکٹھے ہونا جہاں ان کی اجازت کے بغیر کوئی اندر نا آ سکے"

**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ** "عورتوں کے عورتوں میں ناچنے میں بھی حرج ہے جہاں تک گانے کا تعلق ہے تو شریفانہ قسم کے، شادی کے گانے لڑکیاں گاتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں" (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ نمبر 94) جبکہ اس موقع پر دعا کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ شادی کے موقع پر ان تمام بدرسومات کو اختیار کرتے ہوئے جو باتیں اور خیالات سننے میں آتے ہیں ان کی نوعیت کچھ اس طرح سے ہوتی ہے۔ سب ہی لوگ کرتے ہیں، فلاں نے بھی کیا تھا، بچوں نے اپنے دوستوں کو بھی بلایا ہے، بچے ایسا کرنا چاہتے ہیں، ہمارے بچوں کی خوشی ہے وغیرہ۔ اس میں لوگوں کا ڈر، معاشرہ کا خوف تو شامل ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ڈر کا ذکر نہیں ہوتا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ارشاد فرمایا ہے کہ **"وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ۔ اور مجھ ہی سے ڈرو"** (البقرۃ:41)

**اس طرح گود بھرائی کی رسم نے بھی اپنی شکل بدل لی ہے۔** اب جیسے ہی بچے کی جنس کا علم ہوتا ہے تو والدین اس اطلاع کی خوشی میں جینڈر رویل (Gender Reveal) کی تقریب منانے کی تیاریوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ باقاعدہ کیک تیار کروائے جاتے ہیں، مہمان بلائے جاتے ہیں۔ اگر ڈاکٹر نے بیٹے کی خوشخبری دی ہے تو نیلے رنگ کا کیک تیار کروایا جاتا ہے اور باقاعدہ ماحول کو نیلے قمقموں اور غباروں سے مزین کیا جاتا ہے اور اگر بیٹی ہے تو پھر رنگ بدل جاتا ہے اور ہر چیز گلابی یعنی پنک کلر کی تیار کی جاتی ہے۔ اس بارے میں بھی حضور انور نے ہماری راہنمائی فرمائی "جو رسم بچے کی جنس کا علم ہونے پر کیک کاٹنے کی مناتے ہیں۔ یہ بھی بدرسومات پیدا کر رہے ہیں اور غلط قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں۔ اس قسم کی بدعات سے بچنا چاہیے "حالیہ سرکلر محترم امیر صاحب کے نام"

**اسی طرح کارنے وال، Halloween جیسی بدرسومات** جن سے اب یہاں کے والدین بھی تنگ ہو رہے ہیں۔ پہلے یہ ہی لوگ ان کے منانے پر بہت زور دیتے تھے۔ یعنی ہمیشہ انسان بدعادتوں اور بدرسومات سے ہی بیزار ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں سالگرہ تقریب بھی اپنے رنگ بدلتی رہتی ہے باقاعدہ ہال کرائے پر لیا جاتا ہے، کیک کاٹا جاتا ہے نیز اب یہاں کے معاشرہ سے متاثر ہو کر جب بچے، 19، 29، 39 وغیرہ کے ہوتے ہیں تو اپنے دوستوں کو بلایا جاتا ہے یا ان کے ایک تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جواز وہی کہ ہم تو کوئی رسم نہیں کر رہے بس انجوائے کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہماری انجوائے منٹ کا طریقے اسلامی تعلیمات سے ہٹ کر کیوں ہیں۔ ہم احمدی مسلمانوں نے دراصل اپنی اصلاح کے جہاد میں حصہ لینا ہے اور ہم نے اپنے عملی نمونوں سے ایسی رسومات کو روکنا ہے کیونکہ ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسیح محمدی اور نبی آخر زماں کو مانا ہے۔ اگر ہم لوگ بھی ایسی بدرسومات کا حصہ بن گئے تو پھر دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے کون بچائے گا۔

**سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:** "اب ہم ایک طرف تو یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو پہچان لیا، مان لیا ہے۔ دوسری طرف جو معاشرے کی برائیاں ہیں باوجود امام کے ساتھ عہد کرنے کے ان برائیوں کو چھوڑنا ہے ہم نہیں چھوڑ رہے۔ تو کہیں ہم پھر پیچھے کی طرف تو نہیں جا رہے۔ ہر ایک کو یہ محاسبہ کرنا چاہیے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر ہم اس عہد بیعت پر قائم ہیں اپنے خدا سے ڈرتے ہوئے وساوس سے رکے ہوئے ہیں اور ہم اس پیارے خدا کی تعریف کرتے ہوئے حمد کرتے ہوئے پھر اس کی طرف جھکتے ہیں تو وہ ہمیں اس کے عوض اپنی جنت کی بشارت دے رہا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اور جو اپنے رب کے مرتبے سے خائف ہوا اور اس نے اپنے نفس کو ہوس سے روکا تو یقیناً جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔"

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 49)

# HIJAB DAY

تحریر،نایاب صدف۔ناروے /۔ترجمہ نبیلہ رفیق۔ناروے

یکم فروری کو Hijab day کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ ناروے کی نیشنل سکرٹری تبلیغ،نایاب صدف،نے ایک چھوٹی سی مگر دل کو چھونے والی تحریر نارویجن زبان میں لکھی ہے۔جو اردو ترجمے کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

## حجاب:

میرے عزیز وطن ناروے!میں تمہاری شناخت چرانے کی کوشش نہیں کر رہی۔میں جانتی ہوں کہ تمہارا روائتی اور ثقافتی لباس بونادن (Bunaden) تمہارا فخر ہے۔تمہیں بھی یہ جاننا ہے کہ بالکل اسی طرح حجاب میرا فخر ہے۔

عزیز ناروے۔ہم آج پھر اپنا فخر لے کر یہاں کھڑی ہیں۔میرا اور آپ کا ساتھ بائیس برس سے ہے لیکن ہم ایک دوسرے کو نہیں سمجھ سکے۔میں نہیں کہہ سکتی کہ میں مناسب اور کافی نارویجن ہوں بھی کہ نہیں اور یقیناً ناروے جو میرا بھی ملک ہے اسے ابھی تک یہ ادراک نہیں ہوا کہ حجاب میرے لباس کا ایک اہم جزو ہے۔میرے عزیز خوبصورت دیس ناروے!میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں یہاں ضم ہونے والے سب کام کرتی ہوں۔مثلاًیہ کہ اگرچہ "skiing" اسکینگ کرنا مجھے بہت مشکل لگتا تھا مگر میں نے اسے سیکھا شروع میں ایک آدھ مرتبہ میں گری مگر پھر سنبھل گئی میں اسکیٹنگ کرنے کے لیے بھی کھڑی ہوئی گوکہ کام بہت مشکل تھا،سردی کی شدّت میرے گالوں کو یخ کر دیتی تھی میرے سر پر ٹوپی تو نہیں ہوتی تھی مگر پھر بھی میرا سر گرم رہتا تھا کیونکہ میرے سر پر حجاب ہوتا تھا۔

ہر سال یکم فروری کو ہم عالمگیر حجاب کا دن مناتے ہیں۔اور یہ آج ہے۔

میرے عزیز وطن میری خواہش ہے کہ ہمارا آپس میں بہت اچھا تعلق ہو۔اور ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ سکیں،میں جانتی ہوں کہ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ کاش میں حجاب نہ لیا کروں۔میرے دیس ناروے،جو نہیں لیتے ان کو کہنا چاہیے کہ وہ حجاب لیں۔میرا حجاب میرا اپنا انتخاب ہے،میری اپنی چوائس ہے۔

# تعارف شہادت القرآن

(طیبہ رضوان اور حافظہ طوبیٰ احمد)

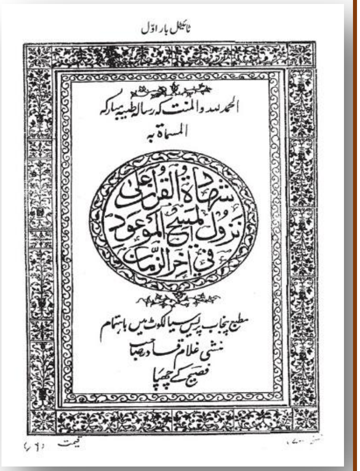


حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب شہادت القرآن 1893ء میں تالیف فرمائی جو کہ روحانی خزائن کی جلد ششم میں شامل کی گئی ہے۔ روحانی خزائن کی جلد ششم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ تالیفات برکات الدعا، حجتہ الاسلام، سچائی کا اظہار، جنگ مقدس اور شہادت القرآن پر مشتمل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف ہی دراصل وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا تعالیٰ کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی یہی تحریرات ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی، اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا، اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے“۔

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ دوم صفحہ 365)(ماخوذ از تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ۔ شائع کردہ مجلس انصار اللہ کینیڈا، صفحہ 5،62)

**<u>وجہ تصنیف</u>** ایک صاحب جن کا نام عطا محمد تھا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگست 1893ء کو ایک خط لکھا جس میں وہ اپنی طبیعت کی تسلی کے لیے جاننا چاہتے تھے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ آپ مسیح موعود ہیں یا کسی مسیح کا انتظار کرنا ہمارے لیے ضروری اور لازمی ہے۔ وہ وفاتِ مسیح کے تو قائل تھے لیکن مسیح کا امت میں آنے کے منکر تھے وہ یہ تو مانتے تھے کہ مسیح کے آنے کی پیش گوئیاں احادیث میں موجود ہیں لیکن ان کے نزدیک احادیث قابلِ اعتبار نہیں ہیں کیونکہ ان کے خیال میں احادیث بہت عرصہ گزرنے کے بعد جمع کی گئی ہیں اور اکثر احادیث ایک راوی نے کسی ایک کو یا کچھ چند کو بیان کی ہیں اکثریت کو بیان نہیں کیں یعنی کہ وہ مجموعہ احاد (اسے ۹ تک گنتی) ہیں اس وجہ سے ان پر یقین کرنا مفید نہیں ہے سوال اہم تھا اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے تین ایسے امور تیار کیے کہ اگر ان کو بنیاد بنا کر چھان بین اور تحقیق کی جائے تو سوال کرنے والے کی تسلی کا امکان ہے اور انہی تین امور کا تفصیلی جواب کتاب شہادت القران کے نام سے تصنیف ہوئی۔

**اول** یہ کہ مسیح موعود کے آنے کی خبر جو حدیثوں میں پائی جاتی ہے کیا یہ اس وجہ سے ناقابلِ اعتبار ہے کہ حدیثوں کا بیان مرتبہ یقین سے دور و مہجور ہے۔

**دوسرے** یہ کہ کیا قرآن کریم میں اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔

**تیسرے** یہ کہ اگر یہ پیشگوئی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس کا مصداق یہی عاجز ہے۔

**<u>پہلا تحقیق طلب امر:</u>** حضور علیہ الصلوٰۃ وسلام نے دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ احادیث کا ہونا ایک لازمی حثیت رکھتا ہے۔ فرمایا کہ اگر حدیث کو چھوڑیں گے تو دین کا بہت سا حصہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ صحیح طریق پر عبادات بھی ادا نہیں ہو سکیں گی کیونکہ قرآن کریم میں فجر ظہر کی رکعتوں کا تو ذکر ہے لیکن ان کی ادائیگی کا طریق رکعات میں کب کب کیا پڑھنا ہے کا ذکر نہیں ہے۔ نماز جنازہ میں سجدہ اور رکوع کے بغیر کیوں ہے؟ ان کی تفاصیل احادیث میں ہی درج

ہیں اور اسی طرح اسلامی تاریخ کا ایک اہم حصہ کی معلومات احادیث ہی سے ملتی ہیں جیسے کہ مکی، مدنی زندگی کے کیا حالات رہے، نبی کریم ﷺ کی کتنی ازواج تھیں؟ ان کے کیا نام تھے؟۔ خلفائے راشدین کے کیا نام تھے؟ ان کے زمانے میں اسلام نے کیسے ترقی کی؟

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی وضاحت کی کہ حدیث کو صرف اس بناء پر ماننے سے انکار کر دینا کہ ایک یا چند راویوں کی روایات سے یہ تیار کی گئی ہیں یہ عقلمندی کی دلیل نہیں ہے احادیث کو جمع کرنے کا ایک طریق سلسلہ تعامل بھی ہے یعنی کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے سے نسلاً بعد نسلاً ایک عمل چلتا آرہا تھا جیسے پانچ نمازیں ان کی رکعات وغیرہ امام بخاری و مسلم نے جب سب کو نماز ادا کرتے دیکھا تو انہوں نے اس سلسلہ تعامل کو مُتَدَیّن (دین دار) راست گو راویوں کے ذریعے سلسلہ اسناد کو نبی کریم ﷺ تک پہنچایا۔ اسی طرح جب انہوں نے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو بیان کرتے سنا تو اس پیشگوئی کو سلسلہ سند کے ذریعہ نبی کریم ﷺ تک پہنچایا۔ دوسری وہ احادیث ہیں کہ خواہ وہ تعامل سے تعلق نہیں رکھتیں لیکن ان میں پیشگوئی پائی جاتی ہے اور وہ پیشگوئی کئی سو سال بعد پوری ہو جائے تو ایسی حدیث سے بھی انکار کرنا عقلاً محال ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اسلام کے عروج کے بعد آخری زمانے میں اس کے زوال کی تفصیلی پیشگوئیاں آج پوری ہو چکی ہیں جب ان پیشگوئیوں کا ایک جزو پورا ہو گیا تو دوسرے جزو یعنی پھر مسیح موعود نے آکر اُمت کی اصلاح کرنی اور اسلام کو غالب کرنا اس کا انکار کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے بعض پیشگوئیوں کا تذکرہ بھی فرمایا۔

**دوسرا تحقیق طلب امر:** یعنی کیا قرآن کریم میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ذکر ہے۔ آپ نے چند آیات سے ثابت فرمایا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی قرآن میں بھی پائی جاتی ہے جیسے سورۃ الانبیاء میں فرمایا کہ یہ ایک ہی امت تھی مگر وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ فرقہ فرقہ ہو گئی ۔ یہاں تک کہ یاجوج ماجوج یعنی عیسائی قوم دنیا بھر میں پھیل جائے گی تو سچے مذہب حق کے پھیلنے کا وعدہ قریب آجائے گا۔ جس کا ذکر سورۃ الصفّ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو سارے ادیان پر غالب کر دے گا۔ اس پیشگوئی میں ایک موعود کے آنے کا ذکر ہے جو عیسائیت کے غلبہ کے وقت آئے گا اور عیسائیوں کی مناسبت سے اس کا نام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھنا عین مصلحت کے مطابق ہو گا۔

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ القدر کی تفسیر میں فرمایا کہ جب تاریک رات چھا جائے تو پھر روح القدس اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے روح القدس تو اس مصلح اور مجدد سے تعلق پکڑتا ہے جو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور ہوتا ہے اور ملائکہ سعید فطرت لوگوں کے دلوں میں راستی کے پانے کی جستجو پیدا کر کے اس طرف لے آتے ہیں۔ پس اس صورت میں بھی آخری تاریک زمانہ میں ایک عظیم مصلح کے ظہور کا اشارہ موجود ہے۔ پھر سورۃ الزلزال سے بھی اس پیشگوئی کا ذکر فرمایا کہ زمین شدید طور پر ہلا دی جائے گی اس سے مراد زلزلے نہیں ورنہ اس کے بعد تو انسان نابود ہو جاتا مگر اگلی آیت میں ہے انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا ہے۔ تعجب کرے گا۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے وحی کی ہو گی۔ پس اس سے مراد یہ ہے کہ زمین میں عظیم الشان تغیر ہو گا اور نئی نئی ایجادات ہوں گی جن کا پہلے زمانوں میں تصور بھی نہ تھا اور زمین کو اتنا کاشت کیا جائے گا کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی آسمانی مصلح کا نزول ہو گا جس پر ہونے والی وحی کی تاثیر انسانی طبائع پر بھی عام ہو گی اور انسانی دماغ صیقل (چمک، نکھراپن) ہو کر نئے نئے علوم و ایجادات کرنے لگے گا۔

**تیسرا تنقیح طلب امر:** کہ کس طرح ثابت ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے آسمانی نشانوں کا تذکرہ فرمایا کہ ہر نبی کی صداقت کا سب سے بڑا ذریعہ اس کے پاس بے شمار آسمانی نشان ہوتے ہیں جو اس کی تائید و نصرت کر کے اس کی سچائی پر گواہی دے رہے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ آج تک میرے ذریعہ 3000 سے کچھ زائد نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ جس کے صدہا لوگ گواہ ہیں۔ جو آپ کی کتب اور ہزاروں

خطوط اور اشتہارات میں بھی درج کر کے ساری دنیا میں پھیلائے گئے۔ کیا عند العقل ایسے شخص کا صرف جھوٹ اور کذب پر مدار ہو سکتا ہے ہر گز نہیں۔ بلکہ ہزار ہا نشانات اس کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے۔

**پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے** آیت کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا سے ثابت کیا کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت تامہ کا بیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلافت اور نیابت چودہ سو سال یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک رہی اسی طرح نبی کریم ﷺ کے بعد بھی چودھویں صدی میں ایک مسیح کے آنے کا اشارہ ملتا ہے۔ یہی مضمون آیت استخلاف سے بھی ثابت فرمایا۔

**ان تینوں تحقیق طلب امور کو واضح دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں:** ”کہ اگر اب بھی یہ تمام ثبوت میاں عطا محمد صاحب کے لیے کافی نہ ہوں تو پھر آسان طریق یہ ہے کہ اس تمام رسالہ کو غور سے پڑھنے کے بعد بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو اطلاع دیں کہ میری تسلّی ان امور سے نہیں ہوئی اور میں ابھی تک افترا سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری نسبت کوئی نشان ظاہر ہو تو میں ان شاء اللہ القدیر اُن کے بارہ میں توجہ کروں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کسی مخالف کے مقابل پر مجھے مغلوب نہیں کرے گا کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے دین کی تجدید کے لیے اس کے حکم سے آیا ہوں لیکن چاہیے کہ وہ اپنے اشتہار میں مجھے عام اجازت دیں۔ کہ جس طور سے میں اُن کے حق میں الہام پاؤں اُس کو شائع کرادوں اور مجھے تعجب ہے کہ جس حالت میں مسلمانوں کو کسی مجدد کے ظاہر ہونے کے وقت خوش ہونا چاہیے یہ پیچ و تاب کیوں ہے؟ اور کیوں ان کو برا لگا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی حجت پوری کرنے کے لیے ایک شخص کو مامور کر دیا ہے لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ حال کے اکثر مسلمانوں کی ایمانی حالت نہایت ردّی ہو گئی ہے اور فلسفہ کی موجودہ زہر نے ان کے اعتقاد کی بیخ کنی کر دی ہے ان کی زبانوں پر بے شک اسلام ہے لیکن دل اسلام سے بہت دور جا پڑے ہیں خدائی کام اور الٰہی قدرتیں اُن کی نظر میں ہنسی کے لائق ہیں۔ ایسا ہی میاں عطا محمد کا حال ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب بمقام امرتسر مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب کو ان کی موت کی نسبت پیشگوئی سنائی گئی تو میاں عطا محمد نے میرے فرودگاہ میں آکر میرے روبرو ایک مثال کے طور پر بیان کیا کہ ایک ڈاکٹر نے میری موت کی خبر دی تھی کہ اتنی مدت میں عطا محمد فوت ہو جائے گا مگر وہ مدت خیر سے گزر گئی اور میں نے اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو سلام کیا اُس نے کہا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ وہی عطا محمد جس کے مرنے کی آپ نے پیشگوئی کی تھی۔ مطلب یہ کہ یہ تمام اُمور جھوٹ اور لغو ہیں مگر میاں عطا محمد کو یاد رہے کہ ڈاکٹر کی مثال اس جگہ دینا صرف اس قدر ثابت کرتا ہے کہ آسمانی روشنی سے آپ بکلی بے خبر ہیں بیشک ایک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے اور وہ اپنے سچے مذہب کی تائید میں نہ صرف کسی زمانہ محدود تک بلکہ ہمیشہ ضرورت کے وقت میں آسمانی نشان دکھلاتا ہے اور دنیا کا ایمان نئے سرے قائم کرتا ہے۔ ڈاکٹر کی مثال سے ظاہر ہے کہ آپ کا اُس خدا پر ایمان کس قدر ہے۔“ (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 376-377)

اس کے بعد میاں عطا محمد صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ مگر ان کا یہ سوال دریافت کرنا اس لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہوا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا جو جواب رقم فرمایا وہ بہت سے طالبانِ حق کی ہدایت اور قلبی اطمینان کا باعث ہوا۔

(ماخوذ از تعارف کتب حضرت مسیح موعودؑ۔ شائع کردہ مجلس انصار اللہ کینیڈا، صفحہ: 84،85)

## صدیقہ وسیم والدہ تحمید احمد مربی سلسلہ (شعبہ آرکائیو لندن)

| سوال | جواب |
|---|---|
| آپ کے دل میں بچے کو وقف کرنے کا خیال کب اور کیسے پیدا ہوا؟ | مجھ سے پہلے میری ۳ بہنیں اور ایک بھائی ہیں ایک فطری عمل تھا کہ میرے والدین کو ایک اور لڑکے کی خواہش تھی جب میں ہونے والی تھی تب میری والدہ نے کہا کہ میں اس بچے کو جو ہونے والا ہے وقف کروں گی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وقف اولاد کی تحریک تو تھی مگر وقف نو کی کوئی تحریک نہیں تھی۔ جب پیدائش ہوئی تو میں لڑکی تھی لڑکا نہیں تھی اس لیے والد صاحب کے دل سے یہ بات آئی گئی ہو گئی مگر میری والدہ کے دل پر نقش تھی۔ جب میں نے بی۔ اے پاس کر لیا تو میری والدہ نے مجھے اس بات کے بارے میں بتایا اور میری رائے معلوم کی تو میں نے ان کی خواہش پر سر تسلیم خم کیا۔ تب انہوں نے صدر حلقہ سے معلومات حاصل کیں۔ اور ان کے مشورہ پر مجھے کسی ناظر صاحب کے پاس لے کر گئیں۔ کس نظارت میں لے کر گئیں اس کے بارے مجھے یاد نہیں مگر اتنا یاد ہے کہ ہم گئے تھے۔ ان کو جا کر ساری بات بتائی انہوں نے ہمیں ایک فارم دیا کہ اس کو پر کر کے والد صاحب کے دستخط کے ساتھ جمع کروا دیں پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہم آپ سے کیا خدمت لے سکتے ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر آگے پڑھنا چاہتی ہیں تو تعلیم جاری رکھیں۔ (میں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے اردو کیا) میں خوشی خوشی گھر آئی فارم پر کیا اور والد صاحب سے دستخط کروانے چلی گئی۔ پہلے تو والد صاحب نے فارم کو اور پھر مجھے غور سے دیکھا اور پھر یہ کہہ کر دستخط کرنے سے منع کر دیا کہ یہ لڑکیوں کا کام نہیں ہے۔ جب میں نے اصرار کیا تو یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ شادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ جو کر سکو گی اس کی اجازت سے کر لینا مگر ابھی نہیں۔ میں کافی دل برداشتہ ہوئی تب میری والدہ نے مجھے سمجھایا اور کہا کہ اپنی پہلی اولاد کو وقف کر دینا (تب تک وقف نو کی تحریک شروع ہو چکی تھی) اور پھر اس کی بہت اچھی تربیت کرنا کہ وہ جماعت کی بہت خدمت کرنے والا اور خلیفہ وقت کا سلطان نصیر بنے۔ یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی کہ میں اپنی پہلی اولاد کو وقف کروں گی۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا شوہر دیا جس نے میری اس خواہش میں میرا پورا پورا ساتھ دیا۔ نہ صرف بیٹے کو وقف کرنے میں بلکہ مجھے کبھی بھی کسی جماعتی کام سے نہیں روکا۔ میں نے اپنی استطاعت کے مطابق کل بھی کام کیا آج بھی نائب سیکریٹری اشاعت اور زینب رسالہ کی پروف ریڈنگ کا کام کر رہی ہوں اور خدا سے دعا ہے کہ جب تک میری زندگی ہے، آسان الفاظ میں یوں کہ آخری سانس تک مجھے جماعت کے کام کرنے کی ہمت اور توفیق دیتا چلا جائے تا کہ اس کا ثواب میرے مرحوم والدین کو پہنچتا رہے۔ امین ثم امین |

| | |
|---|---|
| | |
| آپ نے اپنے بچے کی تربیت کیسے کی؟ | جب شادی ہو کر ناروے آئی تو ہم میاں بیوی کے علاوہ بزرگ تو دور کی بات ناروے میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں تھا جس سے مشورہ لے سکتے اور تو اور فون بھی آج کل کی طرح اتنا سستا نہیں تھا 100 کرونز کا ایک کارڈ ملتا تھا جس پر بڑی مشکل سے 10 منٹ پاکستان بات ہوتی تھی اس میں سے بھی 5 منٹ ہیلو ہیلو آواز نہیں آرہی کہتے کہتے گزر جاتے تھے ایسے میں ایک واحد سہارا خطوط ہوتے تھے جس میں والدہ صاحبہ سے مشورے لیے جاتے تھے۔ جو پہلا خط میری والدہ نے مجھے بیٹے کی پیدائش پر لکھا جو میرے پاس آج بھی محفوظ ہے اس میں لکھا تھا کہ اب آپ دونوں اکیلے نہیں ہیں آپ کے ساتھ ایک اور جان بھی ہے۔ یہ بھی کہ ہم جسے بچہ سمجھ کر اس کے سامنے جو کہہ اور کر جاتے ہیں وہ سب کچھ اچھا اور برا بچے کے دماغ پر نقش ہو جاتا ہے خواہ اسے سمجھ آرہا ہو یا نہ۔ اور ڈھکے چھپے الفاظ میں بیٹے کے سامنے رہنے کے لیے نصیحت فرمائی۔ ہماری خوش قسمتی تھی انہیں دنوں میں ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بچوں کے ساتھ کلاسسز شروع ہو گئیں اور میرے سارے مسائل حل ہو گئے۔ یہ بات میں بڑے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کی تربیت حضور انور کی کلاسسز دیکھ دیکھ کر کی ہے۔ سال کے سال کا نصاب یاد کروایا، کوئی اجتماع یا مسجد میں ہونے والی کلاس مس نہیں کی خواہ مجھے 3,3 ٹرانسپورٹ بدل کر جانا پڑا۔ |
| کیا آپ کے بیٹے نے خود یا آپ کی تحریک پر جامعہ جانے کا فیصلہ کیا؟ | میں نے اپنے بیٹے کو یہ بتایا کہ تم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہو پھر اس کی تربیت اس نہج پر کی کہ اس نے جماعت کی خدمت کرنی ہے مگر جامعہ جانے کا فیصلہ اس کا اپنا تھا۔ ہم میاں بیوی اس کے اس فیصلہ سے خوش اور اس کے ساتھ تھے۔ |
| جامعہ بھیجنے کے بعد آپ کے کیا جذبات تھے؟ | اداسی تھی۔ کئی راتوں تک اچانک گھبرا کر اٹھ جاتی تھی۔ چھوٹا بھی تھا اور کبھی خود سے الگ نہیں کیا تھا۔ مگر دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتی تھی کہ میری امی نے بھی تو مجھے پاکستان سے ناروے بھیجا ہے۔ میں تو کسی بھی وقت خود جا کر مل سکتی ہوں جبکہ امی کو تو آنے میں ویزے کے مسائل تھے۔ اور دوسرا یہ کہ خلیفہ وقت کے پاس ہے جو اس سے میرے سے بھی زیادہ پیار کرتے ہیں۔ |
| آپ اپنے بچے میں سال بہ سال کیا تبدیلی محسوس کرتی تھیں؟ | بہت تیزی سے اس کو سمجھدار ہوتے دیکھا۔ |
| آج آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے جب کہ وہ مربّی کی حیثیت سے ہم میں موجود ہے؟ | خوشی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو اس امتحان میں کامیاب فرمایا اور آگے بھی دعا ہے کہ خلیفہ وقت کی ان توقعات کو پورا کرنے والا بنے جو وہ ایک مربّی سے رکھتے ہیں۔ |

| | |
|---|---|
| کوئی ایمان افروز واقعہ جوان سالوں میں آپ کے ساتھ ہوا ہو؟ | اس کے نظارے تو ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ مگر ایک بات جو ہم دونوں میاں بیوی کی آنکھیں نم کر گئی وہ یہ تھی کہ ہم حضور انور سے ملاقات کے لیے گئے۔ تحمید بھی ساتھ تھا ہم جیسے ہی کمرہ میں داخل ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اچھا تو آپ تحمید کے والدین ہیں! یقین جانیں ہمارے پاس کوئی الفاظ نہ تھے۔کیوں کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ انسان کا تعارف یہ ہوتا ہے کہ آپ فلاں کے بیٹے ہیں یا بیٹی ہو مگر پیارے حضور سے ہمارا بہت ہی پیارا تعارف تھا وہ یہ کہ ہم تحمید کے والدین ہیں۔ الحمدللہ |
| آپ دوسری ماؤں اور ان کے بچوں کے لیے کیا پیغام دیں گی؟ | یہی کہ اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہوئے دعاؤں سے کام لیں اور چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھیں کبھی ان سے ایسا وعدہ صرف جان چھڑانے کے لیے نہ کریں جو آپ پورا نہیں کر سکتے۔ یہ بھی جھوٹ کے زمرہ میں آتا ہے میرا تو یہ حال ہے کہ میں اگر اپنے بچوں سے وعدہ تو دور کی بات کوئی بات بھی کرتی ہوں کہ ایسا کر دوں گی تو پھر اس کو خواہ کتنی ہی مشکل میں پڑ کر کروں کرتی ہوں، اور اگر نہیں کر سکتی تو پھر ان کو بتاتی ہوں کہ ابھی نہیں کر پا رہی جیسے ہی موقع ملے گا تو کروں گی اور ایسا میں کرتی بھی ہوں۔ اس سے والدین پر بچوں کا اعتماد قائم ہوتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کبھی بھی بچوں کے سامنے جماعت کے خلاف بات نہ کریں۔ آپ بڑے ہیں اپنا ایمان بچا لیں گے مگر بچے کچے ذہن کے ہوتے ہیں ان کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ چھوٹے بچوں کی ماؤں سے یہ کہوں گی کہ بچوں کی عمر کے حساب سے ایم ٹی اے پر آنے والے پروگرام بچوں کے ساتھ بیٹھ کر خود بھی دیکھیں اور خاص طور سے حضور انور کا خطبہ جمعہ انہیں ضرور دکھائیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ ان کو سمجھ نہیں آ رہا اس کی برکت ہی بچوں کو فائدہ دے گی۔ وہ خطبہ جو پہلے وہ آپ کے کہنے پر دیکھا کرتے تھے ایک دن وہ سننے لگیں گے۔ (سمجھنے لگیں گے) یہ بات میں اپنے تجربہ سے کہہ رہی ہوں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کلاسسز خود بھی دیکھیں اور دونوں بڑے بچے بیٹے تحمید احمد اور بیٹی مدیحہ احمد کو بھی ساتھ بٹھا کر دکھائی اور جو ان کو سمجھ نہ آیا اس کو آسان الفاظ میں سمجھایا بھی۔ ان کلاسسز کو دیکھنے کا جہاں یہ فائدہ ہوا کہ ان کا دینی علم بڑھا وہاں ان دونوں بچوں کی اردو بھی ٹھیک ہو گئی۔ اس کا اندازہ مجھے اپنے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر ہوتا ہے جو 2002 نومبر میں پیدا ہوا اور اس کے ساتھ اس طرح وقت نہیں گزارا۔ اللہ ہم سب کو اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق دے۔ اٰمین ثم اٰمین۔ |

## فہمیدہ مسعود والدہ عبد الہادی مربّی سلسلہ ناروے

| سوال | جواب |
|---|---|
| آپ کے دل میں بچے کو وقف کرنے کا خیال کب اور کیسے پیدا ہوا؟ | شادی کے بعد سے ہی دل میں خواہش تھی کہ خدا جو بھی پہلی اولاد عطا کرے گا اس کو وقف کروں گی۔ |

| | |
|---|---|
| آپ نے اپنے بچے کی تربیت کیسے کی؟ | تربیت اولاد اور خاص طور پر ایک واقفِ زندگی کو کیسا ہونا چاہیے اس بارے میں حضرت اماں جان، اور سب خلفاء کی نصائح کو پریگنینسی میں بہت پڑھا گھر کے کاموں کے دوران قرآن کی تلاوت کو بہت سنا پیدائش کے بعد پوری طرح ان نصائح کے مطابق پرورش کرنے کی کوشش کی سلانے کی کوشش میں سورۃ فاتحہ لوری کے انداز میں گنگنایا کرتی ہادی نے صحیح بولنا تقریباً اڑھائی پونے تین سال کی عمر سے شروع کیا اس کے بولتے ہی اس کو یسرنا القران شروع کروادیا اور الحمدللہ اس نے پونے پانچ سال کی عمر میں قرآن ختم کر لیا تھا بلکہ ہماری بہت پیاری آنٹی نسیم جو اس وقت نیشنل صدر تھیں بہت حیران ہو کر اس بات کا اکثر تذکرہ کیا کرتی تھیں انہوں نے ہی ان کی بسم اللہ اور لجنہ میں آمین کروائی تھی لیکن فائنل آمین مسجد میں ماہانہ جماعتی پروگرام کے موقع پر مکرم سیّد کمال احمد یوسف صاحب نے کروائی تھی اور ان کے کہنے کے مطابق ابھی تک ناروے میں موجود بچوں میں ہادی پہلا بچہ ہے جس نے اتنی چھوٹی عمر میں قرآن ختم کیا ہے اور انہوں نے اس موقع پر ماؤں کو توجہ دلاتے ہوئے کہا تھا کہ ماؤں کو بچے کے بولتے ہی قرآن سکھانا شروع کر دینا چاہیے۔ قرآن ختم کرنے کے بعد ہمیشہ میں نے صبح کی تلاوت کے بعد ناشتہ کروایا کرتی تھی۔ روزانہ ایک گھنٹہ کی کلاس نصاب کے لیے اور اردو لکھنے اور پڑھنے کے لیے مخصوص تھی اور پھر نصاب کے مطابق ہر کام کے شروع کے وقت کی جو دعائیں تھیں وہ دہراتی تھی۔ چھ سال کی عمر میں انہوں نے قصیدہ پورا یاد کر لیا تھا بلکہ جب انہوں نے بارنے ہاگے شروع کیا تو راستے میں بھی ان کو دعائیں ہی سکھاتے ہوئے راستہ طے ہوتا اور ان کو رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ والی دعا بارنے ہاگے کے پہلے دن راستے میں سکھائی تھی قرآن حفظ کروانے کی بہت خواہش تھی اس کے لیے پاکستان شفٹ ہوئی لیکن خدا کو منظور نہ تھا جب پانچویں کے بعد داخلے کا وقت ہوا تو دینی مدارس میں ملک کے قانون کے مطابق باہر کے نیشنل بچوں کے داخلوں پر پابندی عائد کر دی گئی اس لیے پرائیویٹ ہی کچھ حصہ حفظ کروایا جماعتی پروگرام، وقف نو کلاسز میں باقاعدہ شامل کرنے کی کوشش کی بلکہ کبھی بھی غیر حاضر نہیں ہوئے نویں میں لفظی ترجمہ سکھایا اور خوشی کی بات یہ تھی کہ بہت آسانی سے ترجمہ سیکھ لیتے تھے کئی عربی کے الفاظ سے ہی اردو کا معنی جان جایا کرتے تھے خلیفہ وقت کو دعا کے لیے باقاعدہ خط لکھتی دعا کے ذریعے خدا سے ہمیشہ مدد چاہی۔ |
| کیا آپ کے بیٹے نے خود یا آپ کی تحریک پر جامعہ جانے کا فیصلہ کیا؟ | خواہش اور تحریک میری ہی تھی ہر وقت اپنی اس خواہش کا ان سے اظہار کرتی رہتی تھی لیکن فیصلہ ان کا اپنا تھا۔ میٹرک کے بعد جب اپلائی کرنے کا وقت تھا انہوں نے انکار کر دیا۔ شکر ہے خدا کا اس نے مجھے صبر عطا کیا۔ اور ان کے سامنے کسی قسم کی شکایت کا اظہار نہیں کیا لیکن اپنی تکلیف خدا سے ضرور بیان کی شائد اسی کا نتیجہ تھا کہ کالج کے دوسرے سال کے ختم ہونے کے بعد جامعہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا اب میرا دل تھا کہ کالج کا ایک سال جو رہتا ہے وہ مکمل کرنے کے بعد جامعہ جائے لیکن یہ بضد رہے کہ اگر اپلائی کرنا ہے تو اسی سال کرنا ہے جب دیکھا کہ یہ بضد ہیں تو پھر مشورہ دیا کہ حضور ایدہ اللہ کو خط لکھ کر مشورہ کر لیں ہادی نے بھی لکھا اور میں نے بھی حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں خط لکھا اور ساری بات جو ہمارے درمیان ہوتی رہی تھی تحریر کی دل کو امید تھی کہ حضور میرے والا ہی مشورہ دیں گے لیکن جب میرے برعکس آیا |

| | |
|---|---|
| مجھے اور ہادی کو ایک جیسا جواب آیا کہ آپ اسی سال اپلائی کر دیں بعد میں ہادی نے اظہار کیا کہ میرے اصرار کی وجہ یہ تھی کہ میں نے دو سال گلٹ میں رہا کہ میں نے ماما کو ہرٹ کیا ہے۔ جب خدا نے میرے دل کو اس طرف مائل کیا تو پھر میں نے سوچا کہ مجھے ابھی اپلائی کرنا چاہیے یہ نہ ہو کہ تین سال مکمل کرنے کے بعد ذہن پھر بدل جائے اور پھر پیارے حضور کی طرف سے بھی یہی ہدایت ملی کہ اسی سال اپلائی کریں تو اس طرح خدا نے جامعہ جانے کا سبب بنایا وہی ہے جو دل کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ | |
| متضاد کیفیات تھیں خوشی اس بات کی تھی کہ خدا نے وہ دن دکھایا جس کی تمنا کی تھی۔ اور عمر کا مشکل دور ایک نیک ماحول میں گزرے گا۔ لیکن بڑا ہونے کی وجہ سے اور اس کی نیک عادات کی وجہ سے جیسا کہا مانا اور جو سکھانا چاہا انہوں اسی طرح سیکھا اس لیے پہلا سال بہت جذباتی مشکل میں گزرا۔ | جامعہ بھیجنے کے بعد آپ کے کیا جذبات تھے؟ |
| خلیفہ وقت کے ساتھ بہت محبت کا تعلق نمازوں کی پابندی۔ اور دعا پر یقین اور مربّی کے مطابق کپڑوں کا انتخاب خاص طور پر ٹوپی کا استعمال۔ | آپ اپنے بچے میں سال بہ سال کیا تبدیلی محسوس کرتی تھیں؟ |
| بہت متضاد کیفیات ہیں خوشی اور خوف کی کیفیات دونوں حالتیں رہتی ہیں خوشی اس بات کی کہ اپنی فیلڈ میں اچھا کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اپنی ذمہ داریاں احسن طریق پر ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی جماعت نہ صرف ان کو عزت اور احترام دیتی ہے بلکہ جب کبھی میرا جانا ہو تو مجھے بھی بحیثیت مربّی کی ماں کے بہت عزت اور مقام دیتے ہیں اس بات سے خدا کے شکر اور حمد سے دل بھر جاتا ہے لیکن دل میں ایک خوف سا بھی رہتا ہے کہ خدا ہر شر سے ان کو محفوظ رکھے کوئی ایسا لمحہ نہ آئے کہ خلیفہ وقت کو ان سے شکایت ہو۔ | آج آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے جب کہ وہ مربّی کی حیثیت سے ہم میں موجود ہے؟ |
| جیسا کہ پہلے بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ پیدائش کے پہلے چھ ماہ یہ بہت رویا کرتے تھے ان کو چپ کروانے کی غرض سے میں سورۃ فاتحہ لوری کی طرز پر سنایا کرتی تھی جب یہ بولنے لگے اور میں نے نماز یاد کروانا شروع کی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میں نے الحمدللہ کہا تو انہوں نے خود سے ہی رب العالمین کہہ دیا خوشی اور حیرانی کی ایسی کیفیت تھی جس کو بیان کرنا مشکل ہے اور پھر پوری سورۃ میں ہر آیت کا پہلا لفظ بولتی تھی اور اگلا لفظ یہ خود سے کہہ دیتے تھے۔ اور سورۃ جب ختم ہوئی تو جسم میں ایک عجیب کپکپاہٹ تھی اور میں ان کو چمٹا کر بس روتی جاتی تھی اس واقعہ اور کیفیت کا میرے ذہن پر آج بھی اثر ہے۔ دوسرا یہ کہ جب ہم پاکستان سے دوبارہ ناروے شفٹ ہوئے تو میری خواہش تھی کہ ہم لندن شفٹ ہو جائیں تا کہ بچوں کو حضور کی صحبت میسر آئے لیکن میرے میاں اس بات کے لیے رضامند نہ ہوئے اور مجبوراً مجھے ناروے آنا پڑا اور باقی ساری سسرالی فیملی لندن شفٹ ہو گئی اور ان کے بچوں کو کلاسز میں شامل دیکھ کر دل میں ایک بے چینی سی پیدا ہوتی کہ میرے بچوں کو یہ موقع میسر نہیں ہے۔ اور ہمیشہ دعا کرتی کہ خدا کچھ ایسا سبب پیدا کر کہ | کوئی ایمان افروز واقعہ جوان سالوں میں آپ کے ساتھ ہوا ہو؟ |

| | |
|---|---|
| | میرے بچوں کو بھی خلیفہ وقت کی زیادہ سے زیادہ صحبت عطا ہو۔ آخر خدا نے میری یہ دعا اس طرح قبول کی کہ کرونا بیماری کی وجہ سے ہادی کی کلاس نے آٹھویں سال جو تجربے کے لیے دوسرے ممالک جانا تھا وہ کینسل ہو گیا پیارے حضور نے پورا سال ان کی تعلیم و تربیت کی کلاسز لے کر اپنی نگرانی میں ان کی تعلیم تربیت کی اور اس طرح بہت قریب سے میرے بیٹے کو حضور کی مشفقانہ صحبت میسر ہوئی اور اس سے خلیفہ وقت کے ساتھ اور رشتہ مضبوط ہوا۔ ذالک فضل اللہ |
| آپ دوسری ماؤں اور ان کے بچوں کے لیے کیا پیغام دیں گی؟ | ماشاء اللہ آج کی ماؤں کے پاس وسائل بھی زیادہ ہیں اور سمجھدار بھی ہم سے زیادہ ہیں لیکن اپنے تجربہ سے یہی کہنا چاہوں گی کہ سکھانے کی عمر بچپن کی ہے دنیا کی آسائش سے زیادہ ضروری آپ کا وقت ان کے لیے ضروری ہے جو کہ آج کے حالات کی وجہ سے اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے اور یہ کہ اپنے بچوں کی تربیت خود کریں خواہ دینی ہو یا دنیاوی اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آپ کے اپنے علم میں اضافہ ہو گا آپ کو اپنے بچے کی نفسیات سمجھنے کا موقع ملے گا اور آپ کا تعلق ان سے مضبوط ہو گا اور بچے کے دل میں اس بات کا ہمیشہ احترام رہے گا کہ ہماری والدہ نے ہماری تربیت کے لیے اتنی محنت کی ہے۔ کوئی دوسرا وہ درد نہیں رکھ سکتا جو ایک ماں اپنے بچے کے لیے رکھتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں جو انہوں نے اپنے بچوں کے لیے کی ہیں انہی کے الفاظ میں اپنے بچوں کے لیے کیا کریں خدا کرے کہ ہمیشہ ہم ماؤں کے دل اپنے بچوں کی طرف سے ٹھنڈک پائیں اور خدا اور خلیفہ کے ساتھ ان کا رشتہ مضبوط تر ہو آمین۔ |

## نصرت ادریس تھونس برگ والدہ نبیل ناصر مربّی سلسلہ (وکالت تعمیل و تنفیذ انڈیا اسلام آباد۔ یو کے

| سوال | جواب |
|---|---|
| آپ کے دل میں بچے کو وقف کرنے کا خیال کب اور کیسے پیدا ہوا؟ | حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب بابرکت تحریک وقفِ نو کا آغاز فرمایا تو ہم دونوں میاں بیوی نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو بھی اولاد عطا کرے گا ہم اُس کو اِس بابرکت تحریک میں وقف کریں گے اِنشاءاللہ۔ ہم نے بچے کی پیدائش سے قبل ہی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں وقف کا خط لکھا جو کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت منظور فرمایا اور لڑکے لڑکی کے دو نام بھی بھجوائے، اس طرح بچے کا نام "نبیل ناصر" تجویز فرمایا۔ |
| آپ نے اپنے بچے کی تربیت کیسے کی؟ | عزیزم نبیل ناصر میرا پہلا بیٹا ہے، حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے کہ پہلے بچے کی تربیت پر زور دو، باقی بچوں کی تربیت بھی ہو گی۔ یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے بچے کو نماز باجماعت کا ہمیشہ سے گھر میں اہتمام ہوتا ہے، اس حوالہ سے اس کے والد صاحب کی بہت محنت ہے۔ پھر Oslo اور مرکزِ احمدیت |

ناروے اور مسجد سے ہمارا گھر گاڑی پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت پر واقع تھا۔ بچوں کو Weekends پر مسجد میں وقفِ نو کلاس پر باقاعدگی سے لے کر جاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ دیگر جماعتی پروگرامز میں بھی لے کر جاتے تھے۔ پھر روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم ہم خود بھی کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ قرآنی دعائیں بچوں کو پڑھاتے اور رات کو سونے سے قبل سنتے بھی۔ پھر انبیاء علیھم السلام اور خلفائے کرام کے ایمان افروز واقعات سناتے جو کہ بچے بڑے شوق سے سنتے، ایسے واقعات سننے کے کئی کئی دن یا ہفتوں کے بعد بھی بچے وہی واقعات دہراتے یا دوبارہ سنانے کی درخواست کرتے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ذہنوں پر اس چیز کا بہت اثر ہوتا ہے۔ ہماری شروع سے ہی کوشش تھی کہ گھر میں ہمیشہ دینی ماحول ہو۔ اس لیے بچوں کے دلوں میں خلیفۃ المسیح سے محبت ڈالنا، خلیفۃ المسیح کی اہمیت بتانا، حضور انور کو دعائیہ خطوط لکھوانا، وقفِ نو کا نصاب پڑھانا جو کہ تربیت کا ایک جامع لائحہ عمل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اردو لکھنا پڑھنا بھی سکھانا۔ پھر بچے کو توجہ دلاتے رہنا کہ تم وقف ہو، آپ کی زندگی کا کیا مقصد ہے اور خلیفہ وقت کی آپ سے کیا توقعات وابستہ ہیں۔ مکرم سیکرٹری صاحب وقف نو ناروے کو بھی اللہ تعالیٰ جزا دے جنہوں نے وقف نو بچوں کو یہ تمام امور سکھانے میں انتھک محنت اور کوشش کی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر میں مبلغین سلسلہ و دیگر خادمین سلسلہ کی بہت زیادہ قدر اور عزت و احترام کی جاتی ہے۔ عزیزم نبیل ناصر کے والد صاحب کی دلی خواہش ہوتی اور اپنی خوش قسمتی سمجھتے کہ مرکز اوسلو میں جب بھی بیرون ملک سے کوئی جماعتی مہمان آئیں تو وہ ہمارے گھر ضرور تشریف لائیں۔ ان سب مہمانوں سے اپنے بچوں کو ملوانا اور مہمانوں سے ملوانے کی وجہ سے بچوں کی تربیت پر اچھا اثر ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو مہمان نوازی کی عادت بھی پڑی۔ پھر ہم اپنے بچوں کے ساتھ مل کر ان کی پر تکلف دعوت کا اہتمام کرتے۔ ہمارے گھر کے قریب ہی ایک معروف سیر کی جگہ "world of the end" ہے جہاں اکثر مرکزی مہمانوں کو سیر کے لیے لے جاتے۔

ہمارے گھر جو بھی مربّیان کرام آتے اُن کے آگے عزیزم نبیل ناصر اپنی خواہش کا اظہار کرتے کہ میں نے بھی مربّی سلسلہ بننا ہے تو وہ بڑی خوشی سے بچے کی حوصلہ افزائی کرتے اور نیک نصائح کرتے۔ عزیزم نبیل ناصر نے اپنی ایک الگ سے "ڈائری" بنائی ہوئی تھی جس میں وہ بزرگان سلسلہ کی نصائح کو نوٹ کر لیتے تھے۔ نیز بزرگان سلسلہ سے بھی درخواست کرتے کہ میری ڈائری میں میرے لیے چند نصائح لکھ دیں۔

## کیا آپ کے بیٹے نے خود یا آپ کی تحریک پر جامعہ جانے کا فیصلہ کیا؟

عزیزم نبیل ناصر نے Grunnskolen (میٹرک) کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خود ہی جامعہ جانے کا فیصلہ کیا گو ہم بھی شروع سے ہی ساتھ کے ساتھ تحریک کرتے رہتے تھے اور ہم والدین کی بھی دلی خواہش تھی کہ ہمارا بیٹا مربّی سلسلہ بنے عزیزم نے ہماری خواہش کا بھی احترام کیا الحمدللہ۔ لیکن اُس وقت ہمارے پاس ناروے کی نیشنیلٹی نہیں تھی اور یوکے جانے کے لیے ویزہ لگوانا پڑتا تھا۔ لہٰذا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں راہنمائی کی درخواست کی جس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بچے کی تعلیم جاری رکھیں اور نیشنیلٹی ملنے کے بعد بچے کو جامعہ بھجوائیں۔ اس کے بعد اُن

| | |
|---|---|
| | تین سالوں(Videregående skole) میں بچے کے خیالات بدل بھی سکتے تھے لیکن خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے بچہ اپنے ارادہ اور فیصلہ پر قائم رہا اور خود خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک |
| جامعہ بھیجنے کے بعد آپ کے کیا جذبات تھے؟ | یہ میرے لیے آسان کام نہیں تھا، عزیزم نبیل ناصر گھر میں بڑا اور فرمانبردار بھی ہے، اس کے تین چھوٹے بھائی ہیں، بہن بھی نہیں ہے۔ گھر کے کاموں میں میری ہر طرح سے مدد کرتا تھا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ بڑے لڑکے کو جامعہ بھجوا رہے ہیں یہاں (ناروے) تو لوگ کمائی کرنے آتے ہیں وغیرہ۔ جامعہ میں پڑھائی بھی کافی ہوتی ہے، شروع میں تو بچے کو وہاں دل لگانے میں بھی مشکل پیش آ رہی تھی۔ میں بھی اس وقت خدا تعالیٰ کے حضور اس حوالہ سے بہت دعا گو تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کہ میرا بھی ساتھ امتحان ہو رہا ہے۔ جب بچے کو پہلی مرتبہ ائیرپورٹ روانہ کر کے آئی تو میرے آنسو نہیں رُک رہے تھے، نیز ساتھ دعا بھی کر رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کو جامعہ کی پڑھائی میں کامیاب کرے اور اس کی ساری زندگی کا وقف ہے، اس کو ہمیشہ ثابت قدم رکھنا اور مقبول خدمت دین بجالانے کی توفیق دینا اور خلیفۃ المسیح کا سلطان نصیر بنانا۔ آمین جب حضور انور کے یہ الفاظ سنے کہ یہ کتنے خوش قسمت بچے ہیں تو دل کو سکون ملا۔ ان کا ہر وقت دینی ماحول میں رہنا بھی خوش قسمتی ہے۔ پھر جامعہ کی تعطیلات میں تقریباً ہر تین ماہ بعد گھر آجاتا تھا۔ پھر اس کے اساتذہ سے بھی بچے کی تعریف سننے سے دل کو حوصلہ ملتا تھا۔ |
| آپ اپنے بچے میں سال بہ سال کیا تبدیلی محسوس کرتی تھیں؟ | پہلے ایک دو سال بچے کے لیے کچھ مشکل تھے، آہستہ آہستہ دل لگنا شروع ہوا۔ لندن میں ہمارے کچھ رشتہ دار بھی تھے جن کے ہاں بیٹا بعض Weekends پر چلا جاتا تھا جس سے کافی مدد ملی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء<br>جامعہ کے سات سالوں میں عزیزم نبیل ناصر میں درجہ بہ درجہ تبدیلی آتی ہم دیکھتے۔ جامعہ جانے کے بعد روحانی تبدیلی واضح نظر آنے لگی، اس کو احساس پیدا ہونے لگا کہ کوئی غلط بات نہیں کرنی ہے ، دنیاوی خواہشات میں کمی ہوتی گئی اسی طرح صبر و شکر کرنے کی عادت، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کو غور سے سننا اور نوٹ کرنا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خلیفۃ المسیح کی قربت نصیب ہوئی۔ تقریباً ہر دو تین ماہ بعد بچے کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوتا۔ حضور انور کا ان بچوں سے ایک خاص پیار و محبت کا تعلق ہے، والدین سے بڑھ کر شفقت کرنا اور ہر چھوٹی سے چھوٹی ضروریات کا خیال رکھنا۔ اسی طرح ملاقاتوں میں ان کی ہر معاملہ میں راہنمائی و تربیت فرمانا۔ یہ محبت تو نصیبوں سے مِلا کرتی ہے۔ الحمد للہ۔ |
| | یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے توفیق عطاء فرمائی کہ مجھ ناچیز کے بیٹے کو مربی بننے کی سعادت بخشی۔ الحمد للہ۔ یہ سفر لمبا اور دشوار ہے، مشکلات بھی آتی ہیں، آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا |

| | |
|---|---|
| آج آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے جب کہ وہ مربّی کی حیثیت سے ہم میں موجود ہے؟ | جتنا شکر ادا کروں کم ہے ، میرے پاس تو الفاظ نہیں ہیں جن سے میں خداتعالیٰ کے حسانوں کا شکر ادا کر سکوں۔ میرے بچے کے نام کے ساتھ مربّی سلسلہ لگنا میرے لیے فخر کی بات ہے الحمدللہ۔ ساتھ ہی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطاء فرمائے، ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر چلائے ، بیٹے کو عاجزی و انکساری کے ساتھ مقبول خدمت دین بجالانے کی توفیق دے اور ایک مربی کی ماں ہونے کے ناطے مجھ گنہگار کی بخشش فرمائے۔ آمین |
| کوئی ایمان افروز واقعہ جو ان سالوں میں آپ کے ساتھ ہوا ہو؟ | سال 2008ء میں خاکسار کو دل کا شدید دورہ پڑا، بلکہ چند منٹس کے لیے دل کی دھڑکن بھی بند رہی۔ اس وقت فوری طور پر حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دعا کی درخواست کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور شفاء دی۔ پھر جب حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 2011ء میں ناروے تشریف لائے تو ملاقات میں میں نے حضور انور سے اپنی دل کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بیٹے کو جامعہ بھجوا کر دل کو روگ تو نہیں لگا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے میرے دل کا مسئلہ بھی ٹھیک ہو گیا۔ الحمدللہ<br>پھر عزیزم نبیل ناصر کی شادی کو چھ سال ہو گئے تھے اور اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پُر شفقت دعاؤں ، ساتھ کے ساتھ راہنمائی اور نسخہ جات سے اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا اور معجزانہ طور پر اولاد کی نعمت سے نوازہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی اور ایک بیٹا عطا کیا۔ الحمدللہ |
| آپ دوسری ماؤں اور ان کے بچوں کے لیے کیا پیغام دیں گی؟ | میرا دوسری ماؤں کے لیے یہی پیغام ہے کہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی خلافت احمدیہ سے وابستہ کریں، خلیفۃ المسیح سے محبت اپنے اور اپنی اولادوں کے دلوں میں ڈالیں۔ اِس مشکل دَور میں محض خلافت کا سایہ ہی ہے جو ہمیں اور ہماری نسلوں کو ہر آفت سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت احمدیہ اور جماعت سے وابستہ رکھے آمین |

نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے      پر ہے یہ شرط کہ ضائع مِرا پیغام نہ ہو

جب گذر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار      سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو      اس کے بدلے میں کبھی طالب اعام نہ ہو

# دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

## حدیث نبوی ﷺ:

**آنحضرت ﷺ نے ایک بار فرمایا:** ”ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔“ (حدیقۃ الصالحین: صفحہ: 582)

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم　　اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

**حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:** ”قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اس پر عمل کرو“ (الحکم 21 جنوری 1911ء ص 8 کالم 3)

**حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:** ”اے مومنو کی جماعت اور عمل صالح کرنے والو! میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ **خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت** ہے اس کی قدر کرو۔ جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا۔ پھر فرمایا: اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آسکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور ہوں گے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور ابد الآباد تک اس کی برگزیدہ جماعت رہو“ (خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15، ص 593)

**حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:** ”خلیفہ وقت کا سب سے بڑا اور اہم کام یہی ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا اور نگرانی کرنے والا ہو۔“

**حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:** ”میرے لیے آپ کا بہترین نذرانہ یہ اطلاع ہے کہ میں داعی الی اللہ بن گیا ہوں۔“ (خطبات طاہر جلد اوّل ص 62)

**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ:** ”ہمیں اخلاق کو بہتر بنانے کے لیے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی کر لی ہے یا اس تبدیلی کے پیدا کرنے کی کوشش کر لی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مددگار بننے کے لیے ضروری ہے۔“

# اختلاج اور گھبراہٹ

(ڈاکٹر ھالہ بنت سعد مجلس للّٰہ ستر وم)

اردو زبان کا یہ خاصہ ہے کہ ایک کیفیت کو بیان کرنے کے کئی الفاظ ہوتے ہیں اور کچھ ایسا ہی معاملہ اس موضوع کے ساتھ ہے جس پر آج قلم اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ گھبراہٹ، اضطراب، پریشانی، بے چینی، تناو اور اختلاج ایک ہی کیفیت کے کئی نام ہیں۔ صرف تکلیف کی شدت کا فرق ہوتا ہے۔

## اختلاج اور گھبراہٹ میں فرق

اگر ہم کسی صورت حال میں خوفزدہ ہو جاتے ہیں جو کہ عام طور پر ایک خطرناک صورتحال نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود کسی بھی ممکنہ خطرے کی توقع یا فکر ہمیں پریشان کرتی رہے تو اس کیفیت کو اختلاج کہتے ہیں۔ مگر جب واقعی خطرناک صورتحال کا سامنا ہو تو اسے اردو میں **گھبراہٹ** کہتے ہیں۔

**اختلاج کی علامات:** تھکاوٹ، بے چینی، سر درد، متلی، ہاتھوں اور پیروں میں بے حسی، پٹھوں میں کھچاؤ اور درد کی شکایت، نگلنے میں دشواری، سانس لینے میں دشواری، سینے پر بوجھ کا احساس، دل کی دھڑکن کا بے قابو ہو جانا، توجہ مرکوز کرنے میں دشواری، کانپنا چڑچڑاپن، پسینہ آنا، بے چینی اور بے خوابی۔

**بچوں میں اختلاج کی علامات:** بڑوں کی طرح بچوں کو بھی اختلاج کی شکایات ہو سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل علامات بچوں میں اختلاج کا شک پیدا کرتیں ہیں بغیر کسی جسمانی وجہ کے تواتر سے پیٹ میں درد متلی کی شکایت، طبیعت میں چڑچڑاپن، بلاوجہ رونا، توجہ کا فقدان، نیند کی بے ترتیبی مثلاً ضرورت سے کم سونا یا نیند میں رونا، سکول جانے سے کترانا، نئے کاموں کو شروع کرنے سے پرہیز کرنا اور نئے لوگوں سے ملاقات کرنے سے کترانا۔ جب ان علامات کی شدت اتنی زیادہ ہو جائے کہ بچے کی روزمرہ زندگی کے معاملات متاثر ہونے لگیں تو والدین کو چاہیے کہ مدد کے لیے ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

**اختلاج کی مختلف اقسام:** اختلاج کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جن میں تفریق کا پیمانہ وہ حالات ہوتے ہیں۔ جن کا سامنا کرنے سے اختلاج کی ناقابل برداشت کیفیت پیدا ہو۔

**عمومی اختلاج:** اگر پچھلے چھ ماہ کے دوران تواتر سے اور بے شمار کوشش کے باوجود اپنی پریشانیوں پر قابو پانے میں دشواری، طبیعت میں مستقل بے چینی اور چڑچڑے پن کا عنصر، ہمہ وقت تھکن کا احساس، توجہ کی بے حد کمی، پٹھوں میں کھچاؤ، نیند کی عادت میں خلل، ٹھنڈے پسینوں کا آنا، منہ کا خشک رہنا، ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈے ہو جانا یا جان نکلنے کا احساس، دل کی دھڑکن کا بے قابو ہونا۔ سر درد، پیٹ میں بلاوجہ درد کا ہونا یا دست کی شکایت، سانس لینے میں شدید تکلیف اور گھٹن کا احساس ہو اور ان سب علامات کی موجودگی میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جان نکل جائے گی مگر ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اگر ان علامات کی شدت اتنی زیادہ ہے کہ روزمرہ کے معمولات کی ادائیگی میں خلل یا رکاوٹ پیدا ہونے لگے تو ایسی صورت میں علاج کی غرض سے اپنے فیملی ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔

**خوف وہراس کا دورہ:** یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں شدید خوف کے اچانک حملے ہوتے ہیں۔اس میں دھڑکن کا بہت تیز ہونا، کپکپاہٹ، سانس لینے میں دشواری، سینے میں درد، چکر آنا ٹھنڈے پسینے آنا جیسی علامات ہوتی ہیں۔یہ کیفیت دس منٹوں میں اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہیں اور پھر مریض ہمہ وقت اس خوف میں مبتلا رہتا ہے کہ کب اور کس وقت اس طرح کا دورہ پھر ہو جائے۔اور کیا وہ اس قسم کا حملہ سہنے کی صلاحیت رکھے گا یا نہیں؟

**سماجی اختلاج:** جن کو ہوتا ہے وہ ایسے حالات سے ڈرتے ہیں جہاں انہیں دوسرے لوگوں کی تنقیدی نگاہوں سے بے نقاب ہونے کا خطرہ ہوتا ہے وہ ڈرتے ہیں کہ دوسرے ان کی طرف دیکھیں گے،ان کا اندازہ کریں گے اور ان کے بارے میں منفی رائے قائم کریں گے۔وہ خاص طور پر گھبراہٹ، کمزور طور پر فیصلہ کرنے کی شرمندگی سے ڈرتے ہیں۔

## علاج

### بنیادی طور پر اختلاج کے علاج کے تین مختلف طریقے ہیں۔

**معالج سے گفتگو کے ذریعہ:** اگر بروقت فیملی ڈاکٹر سے رابطہ کر لیا جائے تو ڈاکٹر کے مشورہ سے خود بھی علاج شروع کر سکتا ہے۔مختلف ادویات کے استعمال سے۔علاج کے لیے ادویات اور بات چیت دونوں طریقوں کا ایک ساتھ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔مریض کے لیے لازم ہے کہ معالج کی طرف سے دی گئی ہدایات پر من وعن عمل کرے۔خدارا جب طبیعت میں بہتری محسوس ہو تو بھی ادویات کا استعمال اور دیگر ہدایات پر عمل جاری رکھیں۔عام طور پر دوا کا استعمال اس وقت بند کرتے ہیں جب طبیعت میں بہتری چھ سے نو ماہ تک مستقل رہے۔

**اپنی مدد آپ کے تحت اختلاج سے بچاؤ کے طریقے نیند اختلاج سے بہتر طریقے سے نمٹنے میں مدد دیتی ہے:** جب ہم سوتے ہیں تو ہمارا جسم اور دماغ دونوں آرام کرتے ہیں۔اس کے علاوہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ سونے کا کمرہ صرف سونے کے لیے ہی استعمال ہو۔سونے سے چند گھنٹوں پہلے ٹیلیفون اور ٹی وی وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کریں اور کافی اور نیکوٹین کی مصنوعات کے استعمال کو محدود کریں۔سونے سے پہلے مقوی یا روغنی کھانا بھی نیند میں خلل ڈال سکتا ہے۔**خوراک** غذائیت سے بھرپور کھانوں کا استعمال کریں۔چینی اور پروسیسڈ فوڈ کا استعمال کم کریں۔

**مراقبہ:** مراقبہ یا میڈیٹیشن اختلاج کے احساس کو کم کر سکتا ہے۔تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ مراقبہ اور ذہن سازی یا توجہ کی تربیت اختلاج میں مدد کرتی ہے اور آپ ان لوگوں کے دماغ میں مثبت تبدیلیاں دیکھتے ہیں جو باقاعدگی سے مراقبہ کرتے ہیں۔جس طرح جسمانی سرگرمی جسم کے لیے ورزش ہے، اسی طرح مراقبہ دماغ کے لیے ورزش ہے۔اختلاج کو کم کرنے کے لیے ان محرکات کو کم کرنے کی کوشش کریں جن کے بارے میں آپ کا خیال ہے کہ آپ کی طبیعت میں اختلاج پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

**سیر:** تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ طبیعت میں صرف 20 منٹ ہی سیر کرنے سے اختلاج کا احساس کم ہو جاتا ہے اور تندرستی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔خواہ آپ شہر کے وسط میں رہتے ہیں یا جنگل میں یقینی طور پر آپ کی رہائش کے نزدیک کوئی پارک ضرور ہو گا جہاں آپ سیر کی غرض سے جا سکتے ہیں۔

**ورزش:** جب آپ اس طرح جسمانی ورزش کرتے ہیں کہ آپ تھک جائیں تو بہت سے ایسے ہارمونز خارج ہوتے ہیں جو اختلاج کے دوران بھی خارج ہوتے ہیں مگر مثبت انداز میں۔ تسلی بخش حالات میں جسم کو اس طرح کے اختلاج کے ردعمل کا سامنا کرنے سے، جسم کو اختلاج کو بہتر طریقے سے سنبھالنا اور ذہنی طور پر ایسے حالات سے صحت یاب ہونا بھی سکھایا جاتا ہے۔

تاہم یہ ضروری ہے کہ نہ صرف ایکٹیویٹ موومنٹ (زیادہ شدت اور پوری رفتار) کا انتخاب کریں بلکہ پرسکون حرکت کا بھی انتخاب کریں۔ یوگا بھی اس قسم کی ورزش کی ایک مثال ہے جس کی مختلف اقسام جسم اور اعصابی نظام پر پرسکون اثر ڈالتی ہیں۔ اگر آپ کے کچھ احساسات اور خیالات ایسے ہیں جو آپ پر منفی اثر ڈالتے ہیں، تو کسی ایسے شخص سے بات کرنا جس پر آپ بھروسہ کرتے ہیں آپ کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ کسی ماہر نفسیات سے بات کرنا بھی مددگار ثابت ہو سکتا ہے، جو آپ کی سوچ کے انداز کے ساتھ کام کرنے میں آپ کی مدد کر سکتا ہے۔ دنیاوی تدبیروں کے ساتھ ساتھ خدا کی ذات سے بھی اپنی صحت کے لیے ہمیشہ مدد طلب کریں۔

**اَذْهِبَ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُسَقَمًا۔**

اے مالک تکلیف کو دور کر دے شفا عطا کر تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے کوئی شفا نہیں ایسی شفا کہ بیماری ذرا بھی باقی نہ رہ جائے۔

انٹرنیٹ پر ایسے صفحات موجود ہیں جہاں سے اپنی مدد آپ کے ذریعے اختلاج پر قابو پا سکتے ہیں۔ ان میں سے چند کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔

Helsebiblioteket.no Kognitiv.no Helsedirektoratet.no

# کام کی باتیں

## پرہیز علاج سے بہتر ہے

1۔ اپنے دماغ کو بہتر رکھنا چاہتے ہیں تو آٹھ گھنٹے کی نیند ضرور لیں۔ 2۔ اپنی آنکھوں کو بہتر رکھنا چاہتے ہیں تو سونے سے پہلے اپنے پاؤں پر تیل کی مالش کریں۔ 3 ۔ اگر معدہ کو ٹھیک رکھنا چاہتے ہیں تو ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز کریں۔ 4۔ اگر آپ اپنے جگر کو بہترین رکھنا چاہتے ہیں تو بازاری کھانا اور فاسٹ فوڈ سے پرہیز کریں۔ 5۔ اگر آپ اپنے گردوں کو صحت مند رکھنا چاہتے ہیں تو سونے سے پہلے باتھ روم سے فارغ ہو لیں۔ 6۔ اگر آپ اپنے مثانے کو ٹھیک رکھنا چاہتے ہیں تو کچا پیاز زیادہ استعمال کریں۔ 7۔ اگر آپ اپنڈکس سے بچنا چاہتے ہیں تو لیموں کا استعمال کریں۔ 8۔ اگر آپ اپنے گلے کا خیال رکھنا چاہتے ہیں تو کھانے میں کالی مرچ کا استعمال کریں۔ 9۔ اگر آپ کو اپنے ناک کا خیال ہے تو پودینہ کا استعمال کیا کریں۔ 10۔ اگر آپ اپنے دل کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو نمک اور چکنائی کا استعمال بہت کم کر دیں۔ (ثمینہ حفیظ بیت النصر)

# "اچاری بینگن"

(عابدہ محمود مجلس اولن ساکر)

| اشیاء: | اچاری مسالہ: | ترکیب: |
| --- | --- | --- |
| بینگن:1عدد<br>Hakket tomat box:<br>1عدد (400گرام)<br>لال مرچ پاؤڈر: 2چائے کی چمچ<br>ہلدی پاؤڈر: 2/1چائے کی چمچ<br>لہسن پاؤڈر: 2چائے کی چمچ<br>زیرہ اور دھنیاپاؤڈر: ¼ چمچ<br>نمک: 2 چائے کی چمچ یا حسبِ ذائقہ<br>تیل: 2/1 کپ | میتھی دانہ: آدھاچائے کی چمچ<br>کلونجی: آدھاچائے کی چمچ<br>سونف: آدھاچائے کی چمچ<br>زیرہ: آدھاچائے کی چمچ | بینگن کو گول تھوڑاموٹے کتلے میں کاٹناہے۔اس کے بعد ایک باؤل میں پانی اوردو چائے کا چمچ نمک ڈال کر کٹے بینگن کو نمک والے پانی میں آدھا گھنٹے تک رکھنا ہے۔ اس کے بعد بینگن کو دھوکر چھلنی میں رکھ دیں۔ تاکہ پانی چھن جائے۔اب بینگن کو فرائی پین میں تیل ڈال کر دونوں طرف سے ہلکا سا تلناہے۔اس کے بعد اسی پین میں آدھاکپ تیل ڈال کر اچاری مصالحہ کو ہلکا تلناہے اور پیاہوا ٹماٹر اور نمک مرچ وغیرہ جو اوپر لکھاہے سب ڈال کر اور تھوڑاپانی ڈال کر مصالحہ کو بھون کر تلے ہوئے بینگن کو ٹماٹر کے مصالحے میں سب ڈال کر ڈھکن کو بند کرکے ہلکی آنچ میں 10۔15 منٹ تک پکانا ہے۔اب ڈھکن کھول کر دیکھیں کہ بینگن گل گیاہے اورروغن نکل آیاہے تواب بینگن تیار ہیں۔روٹی اور ابلے ہوئے چاول کے ساتھ نوش فرمائیں۔ 😋 |

## کچن میں موجود مصالوں کی اہمیت

(صدیقہ وسیم جماعت فرید رکستاد)

ہمارے کچن کے مصالحہ جات صرف ذائقہ کے لیے نہیں ہیں بلکہ اس کے بہت سے فوائد بھی ہیں جس سے ہم غافل ہیں میں روز مرہ ان کو دوائی کے طور پر استعمال کرتی ہوں سیکریٹری اشاعت صاحبہ کے اصرار پر اس کو تحریر کررہی ہوں اوراس امید کے ساتھ کہ کوئی اور بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکے۔اس دفعہ دو کے بارے میں لکھ رہی ہوں باقی انشاءاللہ اگلے شمارہ میں لکھوں گی۔

**چھوٹی الائچی۔** اگر آپ کو اپنے گلے میں خراش محسوس ہو یادرد محسوس ہوتو دو تین دانے چھوٹی الائچی کے لے کر آہستہ آہستہ چبالیں یہ عمل دن میں دو سے تین مرتبہ کرسکتے ہیں۔چاہیں تو آپ چھلکے سمیت بھی چبالیں مگر چھلکا بعض مرتبہ کھانسی کاباعث بنتاہے۔

چھوٹی الائچی اینٹی آکسیڈنٹ ہے اوراس میں بیکٹیریا اور فنگس کو روکنے کی صلاحیت موجود ہے۔ حکیم اس کو شہد کے ساتھ ملاکر گولیاں بناکر گلے کی ہر قسم کی بیماریوں کے لیے دیتے ہیں۔اس کی تاثیر گرم ہے اس لیے خاص طور سے سردی کی وجہ سے گلہ خراب ہونے کی صورت میں زیادہ مفید ہے۔

**کالی مرچ۔** ہر قسم کی الرجی کے خلاف جسم میں قوت مدافعیت پیدا کرتی ہے۔اگر آپ الرجی کاموسم شروع ہونے سے پہلے یعنی اپریل کے شروع سے نہار منہ ہرروز 5دانے کالی مرچ کو چباکر آدھاگلاس پانی پی لیں تو آپ ہر قسم کی موسی الرجی سے محفوظ رہیں گے۔کیونکہ اس میں نزلہ زکام اور فلو کے خلاف جسم میں قوت مدافعیت پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔اگر آپ کو شدید کھانسی ہو اور سانس لینا بھی مشکل ہو تو 9دانے کالی مرچ پیس کر اس میں شہد ملاکر استعمال کریں انشاءاللہ آفاقہ ہوگا۔یہ نظام انہضام کو بھی ٹھیک رکھتی ہے۔

# رپورٹ نیشنل اجتماع لجنہ وناصرات

(شاذیہ نعیم نیشنل جنرل سیکرٹری)

محض خدا کے فضل سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کا دوروزہ نیشنل اجتماع 2 اور 3 مارچ 2024 کو منعقد کیا گیا۔

**حاضری:** بروز ہفتہ 300، بروز اتوار 350

اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم بمعہ اردو اور نارویجن ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد پاکیزہ منظوم کلام ترنم سے پڑھا گیا۔ نیشنل صدر صاحبہ محترمہ انعم سحر اسلام صاحبہ نے لجنہ وناصرات کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں صدر صاحبہ نے اپنے افتتاحی خطاب کا آغاز حضور انور کی طرف سے اجتماع کے حوالے سے آنے والے خصوصی پیغام کے تحت کیا صدر صاحبہ نے پیغام کو اردو اور نارویجین ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر سنایا اور دُعا کروائی۔ دعا کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ لجنہ و ناصرات کے تمام علمی وورزشی پروگرام الگ الگ ہال میں منعقد ہوئے۔

**علمی مقابلہ جات لجنہ:** مقابلہ حسن قرات، مقابلہ حفظ قرآن، مقابلہ نظم اشعار کی تشریح، اور مقابلہ بیت بازی اور نومبائعات کے مقابلہ تقاریر اردو اور نارویجن ہوئے۔

**مقابلہ حسن قرات کے** طریق کار کو اس مرتبہ تبدیل کیا گیا اور لجنہ معیار اول جو کہ 25 سال سے بڑی لجنہ تھیں ان کے لیے قرآن کریم سے کہیں سے بھی ایک آیت سنی جائے گی اسی طرح لجنہ معیار دوئم جو کہ 15 سے 25 سال کی لجنہ ہیں انھیں پہلا سیپارہ میں سے کہیں سے بھی ایک آیت دے دی جائے گی جس کی تلاوت کرنی ہوگی۔ الحمدللہ یہ تجربہ کامیاب رہا اور شاملین لجنہ نے بڑی مہارت سے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔

**امسال مقابلہ نظم معیار اول** کے مقابلہ میں نظم کی تشریح کا مقابلہ رکھا گیا منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام از **"درثمین"** سے نظم **"مناجات اور تبلیغ حق"** سے 40 اشعار کی تشریح تیار کرنے کے لیے دی گئی اجتماع کے روز پرچی پر جو شعر نکلے گا اس کی تشریح کرنی ہوگی۔ بڑی تعداد میں لجنہ نے اس مقابلہ میں حصہ لیا اور تشریح کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا۔

اسی طرح لجنہ معیار دوئم کے دو گروپ بنائے گئے اور ان کا آپس میں **بیت بازی** کا مقابلہ ہوا۔

**اجتماع کے دونوں دن مختلف شعبہ جات کے تحت کام ہوئے جو درج ذیل ہیں۔** لجنہ اجتماع کے پہلے دن **شعبہ تربیت** کے تحت (شوریٰ کی تجویز کے مطابق ہم

جنس پرستی کے جسمانی، اخلاقی، روحانی، نفسیاتی اور معاشرتی امور کے بارے میں اسلام تعلیم کی آگاہی کے موضوع پر پینل گفتگو کی گئی۔ یہ پروگرام اردو اور نارویجن دونوں زبانوں میں پیش کیا گیا۔

اسی طرح **شعبہ امور طالبات** کے تحت (دنیا میں جنگ، بدامنی اور اسلامی تعلیمات) کے موضوع پر لیکچر دیا گیا اور سٹوڈینٹس لجنہ سے ڈسکشن اور سوال وجواب کا سیشن ہوا۔ اس کے علاوہ بروز ہفتہ لجنہ کی عمروں کے لحاظ سے مختلف **جسمانی اور ذہنی سپورٹس** کروائی گئیں جس میں indoor hockey، معائنہ مشاہدہ، میوزیکل چیئر شامل ہیں۔

اجتماع کے دوسرے روز **شعبہ تبلیغ کے تحت** ورکشاپ کی گئی جس کا موضوع (خدمت خلق کے مختلف طریق تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں) شوریٰ کی شق کے مطابق ممبرات میں شعور بیدار کرنے کے لیے **نیشنل اجتماع پر خدمت خلق** ہمارا اسلامی فریضہ ہے اور انفرادی طور پر ہر ایک کو ان فرائض کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ سیکرٹری خدمتِ خلق نے سورۃ البقرہ کی آیت وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی تفسیر کی روشنی میں ممبرات کو اس طرف توجہ دلائی گئی۔ اور بعد میں مجالس کے سامنے چار مہینوں میں کیے جانے والے مجالس اور نیشنل کاموں کی رپورٹ بھی پیش کی۔

**شعبہ صحت جسمانی کے تحت** نیشنل اجتماع کے دوسرے دن (ڈیپریشن اور اینگزائٹی) کے موضوع پر معلومات پریزنٹیشن کے ذریعے ڈاکٹر ماہر نفسیات اور جنرل ڈاکٹر جو کہ نیشنل سیکرٹری صحت جسمانی ہیں دونوں نے پیش کی۔ اس کے بعد لجنہ کو اس موضوع کے تحت ڈاکٹرز سے سوالات کا موقع دیا گیا۔

**علمی مقابلہ جات ناصرات میں:** مقابلہ حسن قرات، مقابلہ حفظ قرآن، مقابلہ نظم، مقابلہ پریزنٹیشن، مقابلہ بیت بازی گروپ میں کروائی گئی۔ اجتماع کے دوسرے دن ناصرات کی سپورٹس کروائی گئیں اور شوریٰ کی تجویز کے مطابق ناصرات کی ورکشاپ 'Love for God' کے موضوع پر ہوئی اور ڈسکشن بھی کی گئی۔

اجتماع کے اختتام پر نیشنل صدر صاحبہ کا اختتامی خطاب ہوا۔ بعد ازاں صدر صاحبہ نے مجالس کی سالانہ کارکردگی، مضمون نویسی، صنعت و دستکاری اور نیشنل اجتماع کے علمی اور سپورٹس کے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والی لجنہ اور ناصرات میں انعامات تقسیم کیے اور اختتامی دعا کروائی۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ دوروزہ پروگرام بخیر وخوبی انجام پایا۔

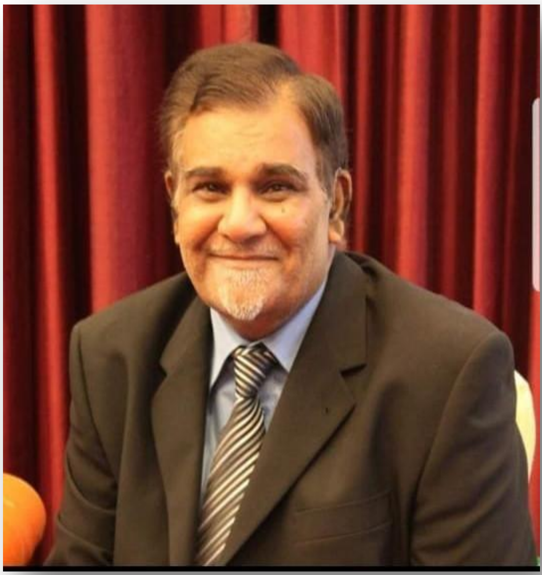

# میرے پیارے ابا جان

(ریحانہ متین کرستیان ساند ناروے)

میرے پیارے ابا جان نثار محمد خان نذر محمد خان کے بیٹے اور دوست محمد خان حجانہ کے پوتے تھے جنہوں نے 1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جو بہت مخلص اور جوشیلے احمدی تھے اپنے علاقے کے معززز میندار تھے۔ ابا جان نے میٹرک تک تعلیم ڈیرہ غازیخان میں حاصل کی پھر تعلیم الاسلام کالج ربوہ داخل ہوئے۔ انہوں نے ربوہ سے بی ایس سی کی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پرنسپل تھے۔ آپ ہونہار طالب علم تھے۔ کالج کی ہر ایکٹیوٹی میں آگے آگے تھے۔ پھر ہری پور کالج ہزارہ سے ٹیلی کمونیکیشن کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ملازمت کے سلسلے میں اکثر سفر میں رہتے تھے۔ پاکستان میں اس وقت مائیکرو ویو سسٹم نیا آیا تھا۔ ابا جان اس کے ماہر تھے۔ آپ نے پنجاب کے کافی شہروں میں اس کے اسٹیشنوں کی تنصیب کی۔

آپ اپنے سفر میں اور جاب پر بھی بہت تبلیغ کیا کرتے تھے۔ احمدیت کا لٹریچر اور قرآن کریم ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ کئی دفعہ ماریں بھی کھائیں اور زخمی بھی ہوئے۔ جان سے مارنے کی دھمکیاں ملیں مگر باز نہ آئے۔

آپ کو زندگی وقف کرنے کا شوق تھا۔ 1970 میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وقف کی درخواست پیش کی۔ حضور نے قبول کرلی ساتھ ہی فرمایا ابھی آپ جاب کریں جب ضرورت ہوگی بلالیں گے۔ پھر آپ کو ایران آئل کمپنی نے جاب کے لیے سلیکٹ کرلیا۔ بعد میں ہمیں بھی وہاں بلالیا۔ وہاں پر کھلم کھلا مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہ تھی اس لیے خاموشی سے تبلیغ کرتے۔ ذہین بہت تھے۔ فارسی بہت جلدی سیکھ لی۔ آپ آٹھ سال وہاں رہے ہر جگہ بہت محنت اور ایمانداری سے کام کرتے۔ آپ کے افسران بھی آپ کی سچائی کی وجہ سے آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ پھر پاکستان آکر عرب آئل کمپنی میں کام کیا۔ انہوں نے بھی احمدی ہونے اور تبلیغ کی وجہ سے نکال دیا آپ نے حضور سے مشورہ کیا اور نائیجیریا آگئے وہاں آئل کمپنی میں جاب مل گئی۔ ہمیں ربوہ سیٹ کیا اور ملازمت پر چلے گئے۔ ہم پانچ بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ ابا جان کو بچوں سے بہت محبت تھی خاص طور پر بیٹیوں اور بہوؤں سے اپنی والدہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ اور ہماری امی سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔ ملازمت کے لیے سمندر میں پلیٹ فارم پر رہتے۔ ہر چار ہفتہ کے بعد گھر پاکستان آتے۔ وہاں بھی نائیجیرین کے حقوق کے لیے کمپنی میں بہت کام کیا۔ بہت رحم دل اور غریب پرور تھے۔ سفر کے دوران بھی قرآن کریم اپنے ساتھ رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی ذہانت سے نوازا تھا قرآن و حدیث اور کتب کے حوالے زبانی یاد تھے۔ سفر میں بھی تبلیغ کرتے۔ بڑے بڑے ہوٹل میں قیام ہوتا وہاں بائیبل کے ساتھ قرآن کریم بھی ساتھ رکھ کر آتے۔

ایک دفعہ سفر کے دوران چین کے صدر ماؤزے تنگ کا اسسٹنٹ فرسٹ کلاس میں ابا جان کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اس کو بھی تبلیغ کی اور قرآن کریم اور لٹریچر پیش کیا۔ اس بات کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا حضور بہت خوش ہوئے اور ابا جان کو "چلتا پھرتا مبلغ" کا خطاب عطا فرمایا۔ ہر دفعہ

حضور سے ملنے جاتے اور جماعت کے سب حالات سے آگاہ کرتے۔ خلافت سے ہمیشہ بہت محبت تھی۔ ہمیشہ اس بات پر شکر ادا کرتے کہ اللہ نے ہمیں اس زمانہ میں خلافت کی بہت بڑی نعمت عطا فرمائی ہے۔ سادہ دل تھے اپنی ہر بات حضور کو لکھتے۔ ہمیشہ تہجد پڑھتے اور ہمیں بھی فجر کے لیے جگاتے۔ تربیت کے معاملے میں سخت اور دل کے نرم تھے۔ اگر کبھی ناحق غصہ کرتے تو ساتھ ہی معافی بھی مانگ لیتے۔ دس سال نائیجیریا ملازمت کی۔ بہت سفر کرتے۔ دنیا کے مختلف ملک گھومتے۔ قرآن وحدیث کے بہت سارے حوالے زبانی یاد تھے۔ تاریخ کا بہت علم تھا۔ مصر گئے اور الازہر یونیورسٹی کے عالموں سے ملے۔ ان سے وفات مسیح پر گفتگو کی۔ ان کو بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا اور لٹریچر دیا۔ بعد میں وہ علماء لندن بھی جماعت میں تحقیق کے لیے آئے 1985 میں پاکستان کے حالات خراب تھے۔ اپنا ہر قدم خلیفہ وقت کے مشورے سے اٹھاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشورے سے سب گھر والوں کو لندن شفٹ کیا۔ مسجد فضل کے قریب گھر لیا تاکہ حضور کے پیچھے نمازوں کا موقع ملے۔ بہت بہادر تھے اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے۔ جب ریٹائر ہوئے تو اپنی بیماری سے قبل نائب سیکریٹری تربیت یوکے کے فرائض ادا کیے۔ آپ کی ایک ہارٹ سرجری اور دو سٹروک ہوئے۔ اس کے باوجود آپ گھر پر رہتے ہوئے خدمت دین کرتے۔ رسالوں میں تربیتی مضامین لکھتے۔ ٹویٹر اور انٹرنیٹ پر علمی مباحثہ اور تبلیغ شروع کر دی۔ اس وقت ٹویٹ نیا نیا ایجاد ہوا تھا۔ اللہ کے فضل سے ابا جان کو قلم چلانے کا ملکہ حاصل تھا۔ انگریزی بہت اعلیٰ بولتے اور لکھتے تھے۔ ایک دفعہ علماء کا ایک گروپ امریکہ کے صدر بارک اوبامہ کو ملنے جا رہا تھا۔ ان کے جانے سے پہلے ہی ابا جان نے صدر بارک اوبامہ کو ای میل بھجنی شروع کر دیں۔ علماء کی حقیقت اور ان کی جماعت کے خلاف کاروائیاں بیان کی اور اسلام کی اصل تصویر پیش کی۔ جس کا جواب بھی آیا کہ آپ نے اسلام کی بہت خوبصورت تفسیر و تعریف کی ہی ہے۔ ہم بہت شکر گزار ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کو، لندن کے منسٹرز کی کوئی زیادتی دیکھتے تو لیٹر ضرور لکھتے تھے۔ دنیا میں کہیں کوئی ناانصافی دیکھتے تو فوراً اس کے خلاف آواز اٹھاتے لندن سائیلم پر آنے والوں کی بہت مدد کرتے۔

**کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔** گھر میں لائبیریری بنائی ہوئی تھی۔ حضور کی ہومیوپیتھک کلاسوں کے بعد ابا جان نے ہومیوپیتھک کی بہت کتابیں خرید کر پڑھیں اور ڈھیروں دوائیاں خرید کر لوگوں کا مفت علاج کیا۔ جب کسی کو فائدہ ہوتا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ ہوتی۔ حضور کو دعائیں دیتے کہ یہ فیض ان کی بدولت ہے۔ اپنی زمینوں پر گاؤں جاتے تو وہاں بھی غریبوں کا علاج کرتے۔ بچوں اور بچیوں کی تعلیم پر زور دیتے۔ ہر کام کو اعلیٰ طریق پر کرتے بہت منظم اصول پسند اور خوش اخلاق، خوش لباس تھے۔ بہت صاف گو اور صاف دل انسان تھے۔ ہر وقت توبہ استغفار کرتے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر اللہ کا شکر ادا کرتے۔ اللہ نے بہت نوازا تھا مگر کبھی پیسے سے محبت نہ تھی بلکہ انسانوں سے محبت کرتے تھے۔ آپ موصی تھے۔ زندگی کے آخری چند سال صاحب فراش ہو گئے تھے مگر کبھی ناشکری نہیں کی نہ ہی اللہ سے کوئی شکوہ کیا۔ ہمیشہ پر امید رہتے اللہ پر بہت توکل تھا۔ خود بھی بہت دعا گو تھے اور ہمیں بھی ہر معاملہ میں دعائیں کرنے کا کہتے۔ امی کی بہت فکر کرتے تھے۔ آپ بہت اچھے بیٹے، بہت اچھے شوہر اور بہت اچھے باپ اور بہت اچھے انسان تھے۔ ہر معاملے میں تقویٰ کو مدنظر رکھتے تھے میرے پیارے ابا جان 9 مارچ 2024 کو 86 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ان کی علالت کے آخری مہینوں میں مجھے ابا جان کے ساتھ بہت وقت گزارنے کا موقع ملا۔ آخری دن بھی میں ان کے ساتھ تھی۔ بیماری کے دوران اپنی نقاہت کی وجہ سے ہاتھ کے اشارے سے پیار کا اظہار کرتے اور دعا دیتے پریشانی میں اگر ہماری آنکھوں میں آنسو آتے تو انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے اللہ پر توکل کی طرف توجہ دلاتے۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم غم پر ہم سے بہت پیار کا اظہار فرمایا۔ ابا جان کی آخری خواہش کو پورا کیا اور آپ کا جنازہ ازراہ شفقت پڑھایا۔ الحمدللہ۔ آپ کی وفات پر دنیا کے ہر کونے سے سب نے تعزیت اور ہماری بہت دلجوئی کی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ابا جان کی سب دعائیں ہمارے حق میں قبول فرمائے اور ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

# سیرت حضرت محمد ﷺ

(واقفاتِ نو آصفہ کوکب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما اور محمد ﷺ کی پیروی کرنے والوں پر بھی جس طرح تو نے رحمتیں نازل فرمائیں ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر یقیناً تو ہی تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے

اے اللہ تعالیٰ! محمد ﷺ پر برکتیں نازل فرما اور محمد ﷺ کی پیروی کرنے والوں پر جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر یقیناً تو ہی تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے

نبی اکرم ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا گھر سکون کی دولت اور اطمینان کی راحت کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو چہرے پر تبسم ہوتا۔ آپ ﷺ نہایت تحمل اور نرمی سے پیش آتے۔ آپ ﷺ کا چہرہ اپنے اہل خانہ کو دیکھ کر کِھل جاتا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ ﷺ کے جذبات کا بہت خیال رکھتے۔ گھر کے کام کاموں میں بھی ان کی مدد کرواتے۔ چولہے میں لکڑیاں لگا دیتے۔ کپڑا پھٹا ہوتا تو اسے پیوند لگا لیتے۔ اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے ہاں چار بیٹیاں اور تین بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا پھر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور پھر سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا تھیں۔ اور بیٹوں کے نام قاسم، طیب اور طاہر تھے لیکن یہ تینوں بیٹے کم سنی کی عمر میں وفات پا گئے۔ ان دنوں نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب جنھوں نے رسولِ کریم ﷺ کی کفالت کی تھی مالی مشکلات کا شکار تھے۔ رسولِ کریم ﷺ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اپنے چچازاد حضرت علی کی کفالت کریں۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار حضرت ابو طالب سے کیا۔ اور پھر حضرت ابو طالب کی رضامندی کے بعد آپ ﷺ حضرت علی کو اپنے گھر لے گئے۔ آپ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے حضرت علی کو اپنے بچوں کی طرح رکھا۔ حضرت علیؓ اپنی شادی تک آپ ﷺ کے گھر رہے۔

جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا رسولِ کریم ﷺ کی ذاتی خوبیاں نمایاں ہوتی جارہی تھیں اور آپ ﷺ کے ارد گرد رہنے والوں کو بھی اس بات کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا۔ اسی دوران خانہ کعبہ کی تعمیرِ نو کی ضرورت پیش آئی کیونکہ اس کی عمارت بہت کمزور ہو چکی تھی اس لیے قریش نے خانہ کعبہ کو گِرا کر دوبارہ تعمیر کیا۔ حجرِ اسود رکھنے کا وقت آیا تو سب قبیلوں میں لڑائی شروع ہو گئی کہ حجر اسود کو رکھنا انکا حق ہے۔ جب لڑائی حد سے بڑھ گئی تو ایک نیک دل شخص ابو امیہ بن مغیرہ نے رائے دی کہ اب جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہو گا اسے ہم اپنا منصف بنالیں گے۔ جس پر سب سردار مان گے اور حرم کے دروازے پر نظریں جما کر بیٹھ گئے۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ داخل ہونے والا شخص نبی اکرم ﷺ ہیں تو پکار اٹھے کہ "امین، امین ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں"۔ آپ ﷺ نے ایک چادر بچھائی اور اس پر حجرِ اسود کو رکھا۔ تمام قبائل کے نمائندوں سے کہا کہ کناروں سے پکڑ کر چادر کو اٹھائیں۔ سب نے ایسا ہی کیا جب حجرِ اسود مناسب بلندی پر آگیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود اٹھا کر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس واقعہ کے وقت رسولِ کریم ﷺ کی عمر تقریباً پینتیس سال تھی۔

ہمارے پیارے رسولِ کریم ﷺ کو بتوں کی پوجا سے شدید نفرت تھی۔ اور معاشرے میں پھیلی ہوئی اخلاقی برائیوں سے بھی آپ ﷺ کو حد درجہ اکتاہٹ تھی۔ اس زمانہ میں بھی آپ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ آپ ﷺ خدا کی واحدانیت پر یقین رکھتے تھے اور اپنے دوستوں سے بھی اس بارہ میں بات کرتے رہتے۔ جوں جوں ہمارے پیارے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو پہچاننے اور جاننے لگے آپ ﷺ کا دل دنیا سے اچاٹ ہونے لگا۔ آپ ﷺ کو تنہائی اور خلوت میں سکون ملنے لگا۔ آپ ﷺ غار حرا میں جا کر طویل قیام کرتے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ اور یہ سب آپ ﷺ کا معمول بن گیا تھا۔

ایک دن رسولِ کریم ﷺ غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھے کہ انہوں نے ایک ایسی ہستی کو دیکھا جس سے وہ مانوس نہیں تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اقراء یعنی پڑھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھ نہیں سکتا۔ مگر فرشتے نے آپ ﷺ کو زور سے پکڑا اور سینے سے بھینچا اور پھر کہا کہ اقراء مگر نبی اکرم ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر فرشتے نے تیسری دفعہ آپ ﷺ کو زور سے بھینچا گویا کہ اپنی انتہائی کوشش کی۔ جس پر رسولِ کریم ﷺ نے کہا کہ میری مقابلہ کی طاقت ختم ہو گئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا لایا ہوا پیغام پڑھایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ گبھرائے گبھرائے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے فرمایا کہ امجھے کمبل اوڑھا دو۔ پھر تھوڑا اطمینان ہونے کے بعد آپ ﷺ نے سارا واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو سنایا جس پر انہوں نے آپ کو خوب تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق نبوت کا اعلان کیا۔

نبوت کا اعلان سنتے ہی مکہ کے رہنے والے جو ایک معمول کے مطابق اپنے رسم و رواج کی پابندی کرتے ہوئے زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ ان کے لیے رسولِ کریم ﷺ کا لایا ہوا نیا دین ہرگز قابلِ قبول نہ تھا۔ اس لیے انہوں نے کوشش شروع کر دی کہ رسولِ کریم ﷺ اللہ کا پیغام کسی تک نہ پہنچا سکیں اور اگر کوئی مسلمان ہو بھی جائے تو اسے اس قدر تکالیف اور مصیبتیں پہنچائی جائیں کہ وہ خود ہی اسلام چھوڑ دے۔ اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے میں قریش کے سردار پیش پیش تھے کیونکہ عام لوگوں پر ان کا کافی اثر و رسوخ تھا۔ مگر جب نبوت کے ساتویں سال حضرت حمزہ اور

حضرت عمر جیسے بڑے لوگ بھی اسلام میں شامل ہونے لگ گئے تو کفارِ مکہ نے سوچا کہ آنحضور ﷺ کو اپنے قبیلے کی حمایت حاصل ہے اگر ان کے تعلقات تڑوا دیے جائیں تو یہ آہستہ آہستہ کمزور ہو کر خود ہی کفار کی بات مان لیں گے۔ اس کے لیے انہوں نے ایک ایک معاہدہ لکھا اور اسے کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا۔ اس معاہدہ میں لکھا گیا کہ کوئی بھی بنو ہاشم اور بنو مطلب سے رشتہ نہیں کرے گا۔ ان سے کوئی خرید و فروخت نہیں ہو گی۔ ان تک کوئی کھانے پینے کی چیز نہیں پہنچائی جائے گی۔ جب کفار مکہ کا دباؤ بڑھا تو بنی ہاشم اور بنی مطلب کو مکہ کے قریب ایک گھاٹی شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔

شعب ابی طالب میں محصوری کا دور بہت ہی کٹھن تھا۔ بہت دفعہ کھانے کے لیے کچھ بھی میسر نہ ہوتا تھا۔ جانوروں کے چرنے کے لیے کوئی چراگاہ نہ تھی۔ گھاٹی سے باہر ہر قسم کے روابط ختم ہو گئے تھے۔ اور یوں ان مشکلات میں وقت گزرتا گیا مگر بنی ہاشم اور بنی مطلب نے آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو خبر دی کہ دیمک نے معاہدے کو چاٹ لیا ہے۔ اور اس کی تحریر مٹ چکی ہے صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی ہے۔

جب آپ ﷺ نے یہ خبر حضرت ابو طالب کو سنائی تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ قریش کے پاس گئے۔ قریش سمجھے کہ وہ مشکلات سے گھبرا کر رسولِ کریم ﷺ کو ہمارے حوالے کرنے آ گئے ہیں۔ حضرت ابو طالب نے قریش سے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان معاملات بہت طول پکڑ گئے ہیں تم حلف نامہ لے آؤ تا کہ صلح کی کوئی راہ نکلے۔ جب قریش حلف نامہ لے آئے تو ابو طالب نے کہا کہ میرے بھتیجے کو خبر دی ہے کہ اس حلف نامہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر میرے بھتیجے کی بات غلط نکل تو ہم خود اسے تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اس پر قریش مان گئے لیکن جب انہوں نے حلف نامہ کھول کے دیکھا تو اسے واقعی دیمک نے چاٹ لیا تھا۔ مگر اس پر قریش کی اکثریت نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب تمہارے بھتیجے کا جادو ہے۔ اس پر وہ لوگ شعب ابی طالب اپنی گھاٹی میں واپس چلے گئے۔ لیکن قریش کے پانچ بہادر آدمیوں نے اگلی صبح یہ معاہدہ پھاڑ دیا اور اپنے ہتھیار پہنے ہوئے گھاٹی میں گئے اور تلواروں کے سائے میں محصورین کو نکال لائے۔

اسی دوران ایک اور واقعہ ہوا۔ آپ ﷺ ابھی شعب ابی طالب میں ہی تھے کہ شقِّ قمر کا معجزہ پیش آیا۔ کفار نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ ﷺ نے انگلی اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو یوں لگا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ مگر یہ نشان دیکھ کر کفار نے حق کو ماننے کی بجائے یہ کہا کہ یہ تو جادو ہے۔ یہ نظارہ ایک کشفی نظارہ تھا جس میں زیادہ لوگ شریک ہو گئے تھے۔

شعب ابی طالب میں محصوری کے زمانے کی سختیوں اور ناقص خوراک کی وجہ سے حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی صحت بری طرح متاثر ہوئی۔ اور تھوڑے عرصہ میں پہلے حضرت ابو طالب کی وفات ہوئی اور چند دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وفات پا گئیں۔ رسولِ کریم ﷺ کو ایک ساتھ دو بڑے صدمات برداشت کرنے پڑے کیونکہ یہ دونوں ہستیاں کی آپ کو بہت عزیز تھیں۔ اس لیے اس سال کو **"عام الحزن"** یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے۔

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا زیادہ وقت گھر اور بچوں کی نگہداشت میں گزرتا تھا۔ آپ ﷺ کو دعوت الی اللہ کا کام بھی کرنا تھا تو اپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ خود میری مدد فرما۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک سبز رنگ کا

رومال آپ کو پیش کر کے عرض کیا کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے دنیا اور آخرت میں۔ جب انحضرت ﷺ نے اس رومال پر دیکھا تو اس پر عائشہ بنتِ ابو بکر کی تصویر تھی۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد ایک صحابیہ خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ لے کر حاضر ہوئیں اسطرح آپ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سے طے پایا مگر رخصتی فی الوقت نہ کی گئی۔

نبوت کا دسواں سال تھا۔ اور یہ دس سال نبی اکرم ﷺ نے اہلِ مکہ کو خدائے واحد کی طرف بلانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ آپ ﷺ جب اہل مکہ کے روّیے سے دل گرفتہ ہوئے تو حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ سفر طائف پر روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے تقریبا دس دن قیام فرمایا۔ لیکن یہ دس دن بہت کٹھن تھے۔ اہلِ طائف نے آوارہ لڑکے آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیئے۔ جنہوں نے جھولیاں پتھروں سے بھر لیں۔ اور آپ ﷺ پر پتھر برسانے لگے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اتنا زخمی کر دیا کہ آپ ﷺ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا کہ اگر آپ کہیں تو اللہ تعالی ان لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ جس پر آپ ﷺ نے کہا کہ نہیں ایسا ہر گز نہ کرنا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی نسلوں میں ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے جو ایمان لائیں گے۔

جب حج کے ایام ہوتے اور مختلف علاقوں سے قبائل حج کے لیے مکہ آتے تو رسولِ کریم ﷺ انہیں خدا کا پیغام پہچانے میں مشغول ہو جاتے۔ نبوت کے گیارہویں سال جب آپ ﷺ تبلیغ میں مشغول تھے تو آپ ﷺ کو چند اجنبی لوگ نظر آئے۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ مدینہ سے تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں تبلیغ کی اور خدا کے دین پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ جنہیں انہوں نے قبول کیا۔ تب چھ افراد نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور مدینہ چلے گے اس کے بعد اگلا پورا سال آپ ﷺ انتظار کرتے رہے کہ مدینہ والوں کا کیا ردِّ عمل ہو گا۔ اور جب حج کے ایام قریب آئے تو آپ نے بے صبری سے منیٰ تشریف لے گئے۔ اور وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ مدینہ والے بھی آپ ﷺ کا انتظار بہت بے صبری سے کر رہے ہیں۔ مگر اس بار وہ بارہ لوگ تھے۔ ان سب نے رسولِ کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مدینہ واپس جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔ یہ بیعت **"بیعتِ عقبہ اولیٰ"** کہلاتی ہے۔ مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ اور اگلے سال جب مدینہ والے بہت بڑی تعداد میں حج کے لیے آئے ان میں ستر ایسے لوگوں کی تعداد تھی جو مسلمان ہو چکے تھے۔

اسی دوران رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مدینہ ہجرت کی طرف پیغام مل رہا تھا اس لیے آپ ﷺ نے یہ مناسب سمجھا کہ پہلے مدینہ والوں سے پوچھ لیں کہ وہ اتنی بڑی ذمہ داری اٹھا سکیں گے۔ چنانچہ مسلمان بڑی رازداری کے ساتھ وادی خزرج میں اکٹھے ہوئے اور رسول کریم ﷺ اپنے چچا کے ساتھ تشریف لائے اس دفعہ مدینہ کے مسلمانوں کی تعداد 73 تھی۔ آپ ﷺ کے چچا نے ان سے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذکر کیا مدینہ کے قافلہ کے سرداد کچھ کچھ بات سمجھ گئے اور رسولِ کریم ﷺ سے ارشاد فرمانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

آپ ﷺ نے قرآن کریم کی چند آیات کی تلاوت کے بعد چند نصائح فرمائیں۔ تو سردار نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام کر کہا کہ "یا رسول اللہ ہماری بیعت لیجئے، ہم جنگی سپوت ہیں، ہم نے شجاع ورثہ میں پائی ہے۔" مدینہ والوں نے رسولِ کریم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وفاداری کا وعدہ کرتے ہوئے بیعت کی۔ یہ بیعت **"بیعتِ عقبہ ثانیہ"** کہلاتی ہے۔

(ماخوذ از مشاغل تجارت اور حضرت خدیجہؓ سے شادی، شعب ابی طالب و سفر طائف)

# حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نو بیلجیئم کی (آن لائن) ملاقات

(از شعبہ واقفات فرح عزیز)

## ایک سوال کا جواب بہ زبانِ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال کیا گیا کہ بعض اوقات انسان کو کسی دوسرے انسان سے بہت سخت تکلیف پہنچتی ہے اور اس کو اُسے معاف کرنے میں مشکل ہوتی ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے؟**

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ آدمی کو اپنے جذبات پر کنٹرول ہونا چاہیے اگر اللہ سے تعلق ہے اور ایک احمدی مسلمان بچی، بچے اور ہر شخص کا اللہ سے گہرا تعلق ہو (جو کہ ہونا بھی چاہیے) تو پھر اگر کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کو پیار سے سمجھاؤ کہ تم نے یہ بات غلط کی ہے اگر پھر بھی وہ نہ سمجھے تو اس جگہ سے الگ ہو جاؤ اور جہاں تک معاف کرنے کا سوال ہے، اگر دیکھ لو کہ اس کی اصلاح ہو گی تو پھر معاف کر دو، اُس کے بعد اُس کے لیے دل میں کینہ نہ رکھو، جتنی مرضی کسی نے تکلیف پہنچائی ہو اور اگر کوئی اپنی اصلاح نہیں کرتا تو پھر بہتر ہے کہ اس سے فاصلہ رکھو اور اپنی اچھی سہیلیوں اور اپنی دوستوں میں بیٹھتی رہو۔ اصل گناہ یہ ہے کہ دل میں اُس تکلیف کا احساس پیدا کر کے جو اس نے پہنچائی ہے پھر اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا جو کہ اب ہمدرد انسان ہے۔ اور ہم جو نعرہ لگاتے ہیں کہ نفرت کسی سے نہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں دل میں اس سے نفرت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اعمال سے نفرت ہے۔ اس لیے اس کی اصلاح کرنے کی ہم نے کوشش کرنی ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کرو اور ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاو، تو ہم نے اس کو فائدہ پہنچانے کے لیے اور اس کو گناہ سے بچانے کے لیے کوشش کرنی ہے، کہ وہ بچ جائے اس کو سمجھایا جائے، نہیں تو اس کے لیے دعا کی جائے۔ ہاں اگر وہ ایسا ہی بد اخلاق ہے کہ مستقل تمہارے اعصاب پر سوار ہو تو بہتر ہے اس کی مجلس چھوڑ دو، اور اس سے فاصلہ اختیار کر لو لیکن پھر بھی اس کے لیے دعا کرتی رہو۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 30 نومبر 2023ء)

**حضورانور کی صحت والی فعّال زندگی کے لیے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں:**

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ عُمْرِہٖ وَاَمْرِہٖ

## اچھے دوست کے بارے میں حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹّی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا تجھے مفت خوشبو دے گا یا تو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹّی جھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس کا بدبودار دھواں تجھے تنگ کرے گا۔ (حدیقۃ الصالحین: ص 492، ایڈیشن 2003)

## صبر (عدیلہ صبوح مجلس کرستیان ساند)

صبر کا مطلب ہے روکے رکھنا۔ صبر اسلام میں ایک بہت اہم رکن ہے جس پر عمل کرنا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ۔ (سورۃ البقرہ:154)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ مشکل وقت میں صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا فضل ملتا ہے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نامو ں میں سے ایک نام الصبور بھی ہے جس کا مطلب ہے صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ صبر کرنے والا ہے کیوں کہ وہ انسانوں کو سزا دینے میں بالکل بھی جلدی نہیں کرتا۔

**صبر کرنے کی تین اقسام ہیں:**

1۔ **شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔** اس کا مطلب ہے کہ جب ہمیں کوئی تکلیف پہنچے یا ہم بیمار ہوں تو ہمیں شکوہ و شکایت نہیں کرنی چاہے بلکہ صبر اور دعا کے ذریعہ خدا سے مدد مانگنی چاہیے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری کتاب المرضی باب ماجآئی کفارۃ المرض۔)

2۔ **نیکی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا چاہیے۔** مثلاً جب ہم دوستوں کے ساتھ کھیل رہے ہوں یا کسی اور کام میں مصروف ہوں اور نماز کا وقت ہو جائے تو ہمیں چاہیے کہ ہم سب کام چھوڑ کر نماز ادا کریں۔

3۔ **برے کاموں سے خود کو روکے رکھنا۔** اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی آپ سے برے طریقہ سے بات کرتا ہے تو آپ کو چاہیے کہ آپ صبر سے کام لیں اور برے طریقہ سے جواب نہ دیں۔ اس بارے میں ایک بہت خوبصورت حدیث سے پتا چلتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہ رہا تھا اور ابو بکرؓ چپ تھے حضور ﷺ بیٹھے مسکراتے رہے اور تعجب کرتے رہے جب اس شخص نے گالیاں دینے میں حد کر دی تو ابو بکرؓ نے بھی جواباً کچھ الفاظ کہے۔ اس پر حضور ﷺ ناراضگی کے انداز میں کھڑے ہو گئے اور چل پڑے۔ ابو بکرؓ نے جا کر حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا آپ سنتے رہے اور بیٹھے رہے لیکن جب میں نے اس کو جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اٹھ آئے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر جب تم خاموش تھے تو فرشتے تمہاری طرف سے اسے جواب دے رہے تھے لیکن جب تم نے خود جواب دینا شروع کیا تو فرشتے چلے گئے اور شیطان آ گیا میں شیطان کے ساتھ کس طرح بیٹھ سکتا تھا۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب تک ہم صبر کرتے رہیں تب تک اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہوتی ہے۔ ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں مختلف مواقع پر صبر کر سکتے ہیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد سے امریکہ کے ایک طفل نے سوال کیا کہ ہم اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ محبت اور پیار کا تعلق کیسے قائم رکھ سکتے ہیں۔
حضور انور نے فرمایا۔ آپ کو حوصلہ دکھانا چاہیے۔ اپنے بہن بھائیوں کی عزت کریں جو آپ سے بڑے ہیں اور جو چھوٹے ہیں ان سے شفقت سے پیش آئیں اور جب بھی وہ کوئی بات کریں تو آپ کو صبر اور حوصلہ دکھانا چاہیے۔ آپ کے صبر کا معیار بہت بلند ہونا چاہیے جب بھی آپ ان میں کوئی غلط بات دیکھیں یا وہ آپ کو تنگ کریں اور آپ پریشان ہوں تو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھا کریں۔ (12 مارچ 2022ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کرنے والا اور اپنی رضا پر راضی رہنے والا بنائے۔ آمین۔

## تعلق باللہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اس کی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو

یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

(از درثمین: ص:63 ایڈیشن 1996ء)

## ان نمبروں سے لکیریں کھینچنے کی کوشش کریں

سوال: فاطمہ کی والدہ کے تین بچے ہیں۔ دو کے نام خدیجہ اور مریم ہیں۔ تیسرے بچے کا نام کیا ہے؟

# QUIZ

## Slaget ved Badr

(Zara Nawaz, Majlis Vestfold)

1. **Omtrent hvor mange var muslimene?**
   Svar: Muslimene var omtrent 313.

2. **Hvor stor var hæren fra Mekka?**
   Svar: Hæren fra Mekka bestod av omtrent 1000 bevæpnede menn.

3. **Hvilken forskjell var det mellom Moses[as] tilhengeres hengivenhet ovenfor sin profet, i forhold til Profeten[sa] tilhengere i krig?**
   Svar: Mens Moses' tilhengere sviktet han mot fienden og lot han kjempe alene, så var offerviljen til de muslimske tilhengerne av profeten[sa] så sterk, at de lovet å kjempe ved hans side helt til slutten, og beskytte profeten[sa].

4. **Hvordan er den muslimske hæren beskrevet, sammenlignet med fiendens hær?**
   Svar: Fienden var 3 ganger deres antall og langt bedre utstyrt, bevæpnet og erfaren. Profetens hær besto av mange ulærte og uerfarne og dårlig bevæpnede. Et stort flertall av de gikk til fots eller ridende på kameler, og det var bare to hester i hele følget.

5. **Hvor slo de leir i Badr?**
   Svar: De slo leir ved Badrs vannkilde.

6. **Hvilken antydning fra Gud fikk profeten[sa] om fienden?**
   Svar: Profeten fikk vite at viktige medlemmer av fienden skulle møte sin død, enkeltes navn ble til og med åpenbart ham. Dette gikk i oppfyllelse i slaget.

7. **Hva var beduinlederens råd til Abu Jahl?**
   Svar: Beduinlederens råd var å ikke kjempe mot profetens menn. "Hver eneste av dem ser ut til å ha bestemt seg for å dø". Beduinlederen mente at de som er villige til å dø, dør ikke lett.

## Vår Herre

(Shomaila Akhtar, Nittedal)

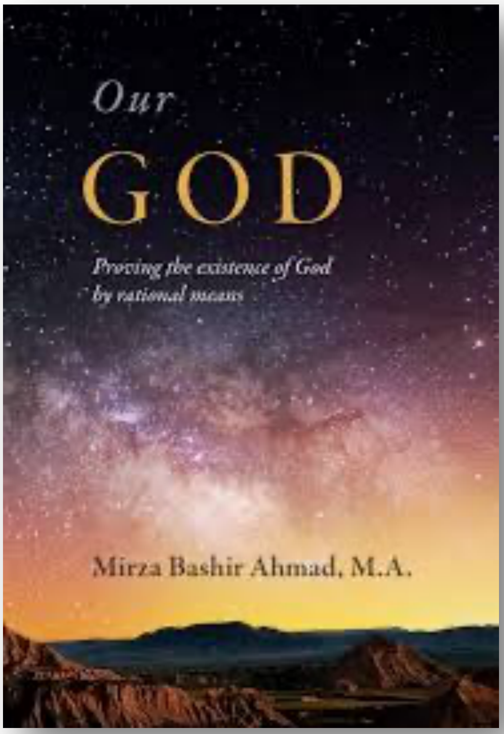


Kjære Nasirat!

I dag vil jeg fortelle dere om en bok som heter «Vår Herre.»

I den har vi lest om livet til profeten Abrahim (as) og om profeten Muhammad (sa).

I den har vi lest hvordan Abraham (as) forlot Hagar med et lite barn i en ørken og hvordan de fikk hjelp fra Allah. Vi leser hvordan Gud testet profeten Abraham (as). Han var standhaftig, og etter det belønnet Gud ham.

Denne boken har 40 essay som forteller oss om livet til Den ærverdige profeten (sa), og det er en interessant bok.

Denne boken er veldig bra, og alle burde lese den. Ved å lese denne boken, kan vi styrke vår tro på Allah.

## Gåter

(Arij Muzaffar, Majlis Ullensaker)

1. **Hva er det man alltid har på å høyre hånd når man går en søndagstur.**
   **<u>Svar: Fingre</u>**

2. **Noen måneder har 30 dager, og noen har 31 dager. Hvor mange måneder har 28 dager?**
   **<u>Svar: 12</u>**

3. **Hva slags duer er det som ikke kan fly?**
   **<u>Svar: Vinduer</u>**

4. **Hva får du hvis du blander en kalkulator med en venn?**
   **<u>Svar: En venn du kan regne med</u>**

5. **Hva skjer når en hai bli berømt?**
   **<u>Svar: Den blir en sjøstjerne</u>**

# NASIRATS SIDER:

## Sannhet

(Daniya Anabiya Azam, Norstrand)

I islam er det ikke lov å lyve. Vi må alltid snakke sant. Allah liker ikke de som lyver. I Koranen leser vi: «Sannelig, Allah rettleder ikke den som overskrider alle grenser og er en stor løgner.» (14:29)

Å leve i sannhet er bedre enn å leve med løgn. Noen mener at det er greit å lyve hvis det ikke skader andre. Å lyve om ha gjort lekser, eller andre små ting for å slippe unna straff er løgn uansett. Man skal aldri lyve uansett hva.

Løgn anses som en av de største syndene. Profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) betraktet løgn som verre enn tyveri.

Det var en gang en mann som gjorde mange dårlige gjerninger. Han var en stor tyv og løgner. Da han ble muslim, gikk han til profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) og spurte om råd, siden han ikke klarte å slutte med de dårlige vanene sine. Han spurte profeten (sa) om hvilken vane han burde slutte med først. Profeten (sa) sa: «Du bør stoppe å lyve.» Altså at han alltid burde snakke sant. Mannen lovet å alltid snakke sant. Senere, da han skulle ut og stjele, tenkte han hva om jeg møter folk på veien som spør hvor jeg skal. Da må jeg si sannheten; at jeg skal ut og stjele. Hver gang han skulle til å gjøre en dårlig gjerning tenkte han på at han alltid må snakke sant. Dette førte til at han sluttet med alle dårlig gjerninger.

https://www.alislam.org/video/ao-kahani-sunain-sachai-truthfulness/

Profeten (sa) har sagt: «Du må holde fast ved sannheten og alltid snakke sant. For sannheten fører til godhetens vei.»

https://www.youtube.com/watch?v=n45hI4pqrf0

Så vi bør alltid snakke sant. Løgn fører oss til dårlige handlinger, mens sannheten fører til at vi slutter med dårlige handlinger, og at vi kommer nærmere Gud.

# Waqfat nau møte med Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) i Belgia

**Dette spørsmålet ble stilt:**
Noen ganger føler mennesker seg veldig såret av andre mennesker, og det er vanskelig for dem å tilgi dem. Hva bør vi gjøre i slike situasjoner?

Hudoor (aba) svarte at mennesket bør kontrollere følelsene sine. Hvis man har et forhold til Allah og er en ahmadi, bør også barna deres ha et forhold til Allah. Derfor, hvis noen forårsaker smerte, bør du forklare det kjærlig til dem at de har gjort feil. Hvis nødvendig, bør du fjerne deg fra den situasjonen. Når det gjelder å tilgi, hvis du ser at personen har endret seg, tilgi dem da. Ikke bær nag i hjertet ditt, uansett hvor mye smerte noen har påført deg. Og hvis noen ikke forbedrer seg, er det bedre å holde avstand fra dem og tilbringe tid med gode venner og familie.

Den virkelige synden er å skape følelsen av smerte i hjertet, og deretter forsøke å påføre skade på grunn av den smerten. Når vi sier at vi ikke har hat mot noen, betyr det at vi ikke har hat i hjertet vårt. Hatet er mot handlingene, ikke mot personen, og vi prøver å korrigere handlingene og hjelpe personen til å endre seg. Dette er fordi profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) sa at en muslim er en bror til en annen muslim, så vi skal ha medfølelse med hverandre og hjelpe hverandre. Vi prøver derfor å hjelpe og unngå synden for den andre å bli involvert i. Hvis vedkommende forstår det, flott, ellers be for ham/henne. Men hvis vedkommende er så ondskapsfull at han/hun begynner å påvirke din mentale helse, bør du avstå fra dens selskap, men fortsett å be for vedkommende.



**Kilde:** Al-Fazl International, 30.november 2023

utført av profeten[sa]. Dermed måtte profeten[sa] og hans følgere til dalen Shoaib Abi Talib. Etter denne uretten gikk fem modige menn fra Quraish ned til dalen med våpnene trukket, og brakte de innesperrede ut.

På grunn av vanskelighetene med fangenskapet og utilstrekkelig mat, ble helsen til Hadrat Abu Talib og Hadrat Khadija[ra] sterkt påvirket. Et par dager etter Hadrat Abu Talib sin bortgang, gikk også Hadrat Khadija[ra] bort. På grunn av dette måtte Den ærverdige profeten[sa] tåle to store sorger samtidig, og året med disse dødsfallene er kjent som *sorgens år*. Etter Hadrat Khadijas[ra] bortgang tilbrakte profeten[sa] mesteparten av tiden sin hjemme med barna. Ettersom han også hadde i oppgave å spre Guds budskap, ba han Gud om hjelp. Profeten[sa] fikk så en drøm. Han drømte at erkeengelen Gabriel presenterte ham med en grønn sløyfe, og sa at dette var hans kone i dette livet og det neste. Da han så på denne sløyfen, så han et bilde av Hadrat Aisha[ra], datteren til Hadrat Abu Bakr[ra]. En stund etter denne drømmen kom en ledsager, Khawla-bint-Hakim, og foreslo profeten[sa] sitt ekteskap med Hadrat Aisha[ra]. Dermed ble ekteskapet til profeten[sa] bestemt, men det ble ikke inngått med en gang.

Den ærverdige profeten[sa] gjorde alt han kunne for å kalle folk i Mekka til den éne Gud. Da han ble motløs av Mekkas befolkning, dro han sammen med Hadrat Zaid bin Haritha[ra] til Ta'if. Der ble de i omtrent ti dager, men disse ti dagene var veldig vanskelige. Befolkningen i Ta'if sendte gateungene etter profeten[sa], og de jaget profeten[sa] ved å kaste stein etter stein. De såret profeten[sa] så mye at skoene hans fylte seg med blod. Da sendte Gud en engel til profeten[sa] som sa at hvis han ville, kunne Gud utslette alle innbyggerne. Men profeten[sa] sa: "Nei, ikke gjør det. Jeg håper at fra deres avkom vil det komme mennesker som vil omfavne troen."

Ved tiden for pilegrimsreise, kom det stammer fra forskjellige områder til Mekka. Profeten [sa] forkynte Guds budskap til dem. Ved det ellevte året etter profetien, mens profeten[sa] var opptatt med å forkynne, la han merke til noen fremmede. Etter å ha spurt, fant han ut at de kom fra Medina. Profeten[sa] forkynte Guds lære til dem og oppfordret dem til å omfavne troen på Gud, noe de aksepterte. Deretter ga seks av de reisende sitt troskapsløfte og dro til Medina. Etter dette ventet profeten med stor spenning på reaksjonen fra Medinas befolkning. Da det var tid for pilegrimsreisen, dro profeten[sa] ivrig til Medina og oppdaget at folkene fra Medina også ventet spent på han. Denne gangen var det tolv personer som avla troskapsløftet, og begynte å forkynne islam. Antallet muslimer i Medina begynte å øke, og året etter var antallet muslimer mer enn sytti.

På dette tidspunktet informerte profeten[sa] Medina-folket om sine planer om å emigrere til Medina. Etter å ha lest noen koranske vers, strakte Al-Baraa ut hånden sin og sa: "Å Budbringer av Allah, vi vil avlegge vår troskapsed." Folket fra Medina la sin hånd i profeten[sa] sin og lovet sin lojalitet. Denne troskapseden kalles Bai'at al-Aqabah al-Thaniyah.

**Kilder:**
«Mashaghal Tajarat aur Hadrat Khadija (ra) se shadi»
«Shibe Abi Talib, wa safre Taif"

Den ærverdige profeten Muhammad[sa] avskydde avgudsdyrkelse sterkt, og han avskydde også det moralske forfallet som hadde spredt seg. Selv på den tiden rørte han aldri alkohol. Han trodde på Guds enhet og diskuterte dette temaet med vennene sine regelmessig. Da vår kjære profet[sa] begynte å kjenne Guds nærvær, begynte hjertet å lengte vekk fra verden. Han fant ro og fred i ensomhet og tilbaketrukkenhet. I Hira-hulen tilbrakte han lange perioder i tilbedelse av Gud.

En dag, mens profeten Muhammad[sa] var opptatt med å be i Hira-hulen, så han en skikkelse som han ikke klarte å identifisere. Det var Guds engel, erkeengelen Gabriel. Han henvendte seg til profenten[sa] og sa: "Iqra," som betyr "Les". Profeten[sa] svarte at han ikke kunne lese. Engelen ba han igjen om å lese. Profeten[sa] ga det samme svaret. Da sa engelen det en tredje gang, men profeten Muhammad[sa] svarte igjen: "Jeg kan ikke lese". Deretter leste erkeengelen Gabriel Guds budskap for profeten[sa]. Etter dette dro profeten[sa] skjelvende tilbake til hjemmet sitt. Etter å ha funnet litt ro, fortalte han henne hele hendelsen. Hadrat Khadija[ra] trøstet profeten[sa] og sa til han at Gud aldri ville gjøre han noe urett.

De som bodde i Mekka fulgte sine tradisjoner nøye. For dem var den nye religionen som profeten Muhammad[sa] brakte, helt uakseptabel. Derfor begynte de å prøve å forhindre at profeten[sa] sitt budskap nådde folk, og hvis noen ble muslim, ble de pålagt så mye press og plager at det virket vanskelig å forbli muslim.

Quraish-lederne var ivrige etter å forfølge og skade muslimene, men da store personligheter som Hadrat Hamza[ra] og Hadrat Umar[ra] begynte å omfavne islam, tenkte Quraish at hvis de kunne bryte båndet til profeten[sa] med hans stamme, Banu Hashim, og hans slekt, Banu Muttalib, ville han gradvis bli svakere. Derfor skrev de en avtale og hang den på veggen til Kaba. I avtalen sto det at ingen skulle få lov til å inngå ekteskap med de fra Banu Hashim eller Banu Muttali, ingen handel eller forretning skulle utføres med dem, og ingen mat eller drikke skulle leveres til dem. Da presset fra Quraish økte, måtte Banu Hashim og Banu Muttalib søke tilflukt i Abu Talibs hus.

Innstrammingene gjorde det veldig vanskelig for profeten[sa] sine følgere. I denne perioden var det mange ganger ingenting tilgjengelig som mat. Det var ingen beitemarker for dyrene. Alle forbindelser utenfor dalen var avskåret. Banu Hashim og Banu Muttalib forlot likevel ikke profeten[sa] sin side. Etter en lang periode ga Allah profeten[sa] beskjed om at Dimak-insektene hadde ødelagt avtalen skrevet av Quraish, og at kun delen med Guds navn var igjen. Da profeten[sa] fikk vite dette, gikk han med Hadrat Abu Talib og sin familie til Quraish. Quraish trodde at etterfølgerne til profeten[sa] hadde kommet for å overrekke ham til dem, etter å ha gitt opp under harde kår, men slik var det ikke.

Hadrat Abu Talib sa at hans nevø, profeten[sa] hadde fått vite fra Gud at Dimak-insektene hadde ødelagt avtalen laget av Quraish. Han ba Quraish om et løfte. Dersom dette var sant, skulle avtalen oppheves. Hvis profeten[sa] tok feil, skulle de selv overrekke ham til dem. Quraish aksepterte dette, men da de sjekket avtalen hadde faktisk Dimak-insektene ødelagt den. Flertallet av Quraish begynte å si at dette var en form for magi

# Biografien til Profeten Muhammad[sa]

Rumana Noor Qadir

مصطفی ﷺ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

Dine Uendelige velsignelser og fred være med Mustafa
Å Gud, Sannelig, fra ham mottar vi Ditt lys.

Profeten Muhammad[sa] og Hadrat Khadija[ra] sitt hjem var et eksempel på roens og fredens atmosfære. Da profeten[sa] kom hjem, hadde han et smil om ansiktet. Han viste stor tålmodighet og mildhet. Ansiktet lyste opp, da han så sin familie. Han tok godt vare på Hadrat Khadija[ra] sine følelser. Han hjalp henne med husarbeid, la ved i ovnen, reparerte klærne sine når de revnet, og reparerte til og med sine egne sko.

Hadrat Khadija[ra] fødte tre sønner som fikk navnene Qasim, Tayyab, og Tahir - men alle de tre gikk bort i ung alder. På denne tiden var det profeten Muhammad[sa] sin onkel, Hadrat Abu Talib, som hadde tatt seg av profetens[sa] oppfostring. Profeten Muhammad[sa] uttrykte da sitt ønske om å ta vare på sin fetter, Hadrat Ali, og han uttrykte dette ønsket til Hadrat Abu Talib. Med Hadrat Abu Talib sitt samtykke tok profeten[sa] og hans kone Hadrat Ali[ra] med seg hjem, og behandlet Hadrat Ali[ra] som sitt eget barn. Allah velsignet profeten Muhammad[sa] med fire døtre fra Hadrat Khadija[ra]. Den eldste datteren var Hadrat Zainab[ra], deretter Hadrat Ruqayyah[ra], deretter Hadrat Ume-Kulthum[ra] og så den yngste datteren, Hadrat Fatima[raz]

Med tiden ble grunnstrukturen til Kaba svært svak, så Stammen Quraish besluttet å rive den ned og bygge den opp igjen. Da tiden kom for å plassere den svarte steinen, Hajr-e-Aswad, oppstod det en strid blant stammene om hvem som skulle få æren av å plassere den. Da striden økte til det ekstreme, foreslo en ærlig mann ved navn Abu Amr bin Umayyah, at den første personen som gikk inn i *Haram* skulle være dommeren. Alle lederne samtykket, og de satte seg ned ved porten til *Haram*.

Da de så at personen som gikk inn var profeten Muhammad[sa], ropte de: "Amin! Amin! Vi er enige i hans avgjørelse." Profeten Muhammad[sa] spredte et teppe og la den svarte steinen på det. Representanter fra alle stammene ble bedt om å holde kantene av teppet og løfte det opp. Alle gjorde som det ble sagt, og da den svarte steinen nådde riktig høyde, løftet Profeten Muhammad[sa] selv den svarte steinen med sine velsignede hender og plasserte den på sin plass. Dette fant sted da profeten Muhammad[sa] var omtrent tjuefem år gammel.

og katastrofe, mens de følelsesmessige reaksjonene handler om en subjektiv opplevelse av angst, panikk, forferdelse og skrekk.

**3. Stress og angst: likheter og forskjeller**

Slik vi ser er det flere likhetstrekk mellom negativ stress og angst, derav blant annet de fysiologiske symptomene. Til tross for dette er det også en rekke ulikheter mellom begge tilstandene som skiller de fra hverandre. Først og fremst har de ulik opphav. Angst utløses av frykt som ofte ikke har rot i virkeligheten, mens stress oppstår når en føler seg overveldet av forpliktelser og føler at en ikke har tilstrekkelig med tid til å fullføre alt. For det andre er angst som oftest et resultat av eller et symptom på stress. Når angst blir et symptom på stress, så kommer det med alvorlig trøtthet eller utmattelse, emosjonelt lite overskudd, lite motivasjon og til og med depresjon. En annen viktig forskjell på stress og angst, er at angst er et produkt av tanker som du har gjort deg om hvordan du ser på verden. Stress derimot oppstå heller av sosialt press. En annen måte å se dette på, er å si at stress ofte er regulert av reelle ytre påvirkning/faktorer, mens angst heller er preget av indre uro/faktorer. I tillegg er det viktig å huske at angst er en psykisk forstyrrelse og en diagnose, mens stress er en opplevelse eller en tilstand som alle mennesker kan oppleve i ulik grad.

**4. Hvordan takle/forebygge angst/stress**

Det finnes ulike måter å mestre stress og angst på. Først og fremst er det viktig å gjøre seg selv kjent med tegn og tiggere på utmattelse og angst. Er man kjent med tegnene, kan man enklere og fortere håndtere stress og angstopplevelsen. Fysisk aktivitet er en annen måte å håndtere stress på. Fysisk aktivitet har stor effekt på vår hjerne og kropp. Blant annet bidrar det til utskillelse av dopamin som gir opplevelse av velvære og bidrar til sunn tenkning. På denne måten reduserer det stress og forbedrer symptomer assosiert med psykisk sykdom. Det å ta vare på seg selv, og inkludere aktiviteter som man liker i hverdagen kan også være avgjørende for å mestre stress og forebygge angst. Det er viktig å lære hvordan man kan ta vare på eget sinn og egen kropp, ved for eksempel å planlegge, meditere, be, få dagslys og ha et godt kosthold. En annen viktig måte å forebygge angst på er å eksponere seg selv for den ureelle faren og ikke minst uttrykke angsten og få ut følelsene. Hvis man kjenner på stress og angst er det også viktig å søke hjelp hvis man opplever utmattelse og redusert funksjonsnivå, som et resultat av enten stress eller angst.

**Kilder:**


- Lazarus, R. S., & Folkman, S. (1984). Stress, appraisal, and coping. New York: Springer.
- Ryan, R. M., & Deci, E. L. (2000). Self-determination theory and the facilitation of intrinsic motivation, social development and life satisfaction. American Psychologist, 55 (1), 68-78.
- Selye, H. (1965). The Stress Syndrome. AJN The American Journal of Nursing, 65(3), 97-99.
- Selye, H. (1983). "The Stress Concept: Past, Present and Future". In Cooper, C. L. Stress Research Issues for the Eighties. New York, NY: John Wiley & Sons. pp. 1–20.
- Selye, H. (2013). Stress in health and disease. Boston: Butterworth&Heinemann

kan stressende jobb eller familieliv føre til kronisk stress. Negativ stress kan ha psykologiske, fysiologiske og atferdsmessige konsekvenser. De fysiologiske konsekvensene innebærer at kroppens evne til fornying av celler blir svekket, blant annet celler som er viktige for vårt immunforsvar, mage-tarm funksjon og hjertefunksjon. Vanlige stressreaksjoner er hjertebank, tørr munn, stamming, svette og smerte slik som smerter i magen, nakken eller hodepine (Steptoe&Kiviami, 2013). I tillegg kan høyt stressnivå påvirke individets døgnrytme, søvn og derav også hukommelse. Forskningen viser også at økt grad av stress på lang sikt kan gi utslag i hjerte- og karsykdommer, diabetes type 2, overvekt, og fibromyalgi.
Atferdsmessige konsekvenser av langvarig stress kan være bruk av rusmidler slik som for eksempel røyking og snusbruk. Tilsvarende kan gjelde alkohol og fett- og sukkerrik kost. Dette fordi det har en stressreduserende og beroligende effekt. Stressopplevelser kan også gi redusert overskudd til å delta i fysisk aktivitet. Disse negative helseatferdene vil i neste omgang redusere både fysisk og mental helse.

De psykologiske konsekvensene av langvarige stressbelastninger omfatter psykiske helseplager som nervøsitet, depresjon, angst og dermed en dårligere psykisk helse. Dette kan påvirke individets dagligdagse fungering slik som på jobb, skole, i fritid og hjemme. For eksempel vil redusert psykisk helse gjøre det mer krevende for personen å engasjere seg i sosiale settinger, eller konsentrere seg om oppgaver. Begge deler kan bidra til isolasjon og i verste fall kan personen falle ut av skolegangen eller arbeidslivet.

Slik vi har sett til nå, kan kronisk stress ha en svekkende effekt på mennesket psykiske og fysiske helse. Individet kan utvikle flere somatiske sykdommer, psykiske plager, få et lavere funksjonsnivå og bli meget redusert. Som tidligere nevnt kan individet utvikle angst som et resultat av langvarig stressbelastning. Nå skal vi se nærmere på hva angst er.

## 2. Angst

Angst kan defineres som en følelse av uro, ubehag og/eller en overdreven fryktreaksjon i situasjoner der det ikke er en reell fare til stede. Eksempler på ulike typer angst er akutt angstlidelse, generalisert angstlidelse, panikklidelser og fobier. Felles for disse angstformene er symptomene/reaksjonene og selve angstopplevelsen. Angstreaksjoner består vanligvis av kroppslige reaksjoner, handlingsmessige reaksjoner og tankemessige reaksjoner. Førstnevnte innebærer kroppslig aktivering som forbereder kroppen til flukt og kampmodus. Det skilles ut stresshormoner og det autonome nervesystemet blir aktivert og angstsymptomene opptrer. Skjelving, svette, hjertebank, brystsmerter, svimmelhet og pustevansker er typiske angstsymptomer. Ved vedvarende angst blir denne aktiveringen ubehagelig og kan føre til muskelsmerter. Dessuten er det meget vanlig å være redd for å få angst eller få nye panikkanfall.

De handlingsmessige reaksjonene innebærer at man enten fjerner seg fra situasjonen eller blir handlingslammet (stiv av skrekk). De tankemessige reaksjonene består av anstrengelser om trussel, fare

# Stress og angst; hva er det?
# Hvordan mestre det?

(Manahal Yaqoob)

Stress og angst er meget vanlige begreper. Majoriteten har kjennskap til begge begrepene og mange har også erfart stress og angst i ulik grad. Stress og angst kan brukes om hverandre og flere synes det er vanskelig å skille mellom begge tilstandene, da de har et likt sykdomsbilde. I denne teksten skal vi se nærmere på hva stress og angst er. Vi vil se på likheter og forskjeller mellom begge tilstandene, og hvordan man kan håndtere de på en god måte, oppnå mestring og få økt velvære.

## 1. Stress

Stress er et allmennmenneskelig fenomen som mange kjenner på i det daglige livet. Vi bruker ord og uttrykk som ``jeg er så stresset`` omtrent på daglig basis. Noen opplever stress i forbindelse med skole, mens andre kan opplever det i jobbsammenheng. Har vi mye å gjøre, da kan vi fort begynne å stresse. Lazarus og Folkman (1984) definerer stress på tre forskjellige måter; a) som ytre påvirkning (stressorer/stresstimuli), b) som fysisk eller emosjonell reaksjon på ytre påvirkning (stresserfaring) og c) som en respons på samspillet mellom de ytre påvirkningene og reaksjonene på dem. Lignende er stressopplevelser ifølge Selye (1965) som regel et resultat av en tre-stegs lineær stimulus-respons-prosess der første steg omfatter en umiddelbar alarmreaksjon på en stressor/belastning. Deretter følger en motstandsfase der individet forsøker å tilpasse seg eller håndtere stressoren, mens steg tre er en utmattelse og resignasjon grunnet langvarig belastning. Det vil si at når vi mennesker utsettes for en belastning prøver vi først å håndtere den på egenhånd. Dersom vi lykkes med det, klarer vi å mestre situasjonen. I motsetning til dette kan vi oppleve utmattelse hvis vi ikke klarer å håndtere stressoren.

### 1.1 Positiv stress

I psykologien skiller man ofte mellom positive og negative former for stress. Eustress (sunt stress) og akutt stress er eksempler på stress som kan være godt for helsen vår. Eustress er en type stress som oppleves som opprømthet eller spenning. Da går pulsen raskere, hormonene endres og det er ingen opplevelse av trussel eller frykt. Slik sunt stress kan oppstå under sportslige aktiviteter eller utfordrende arbeidsoppgaver. Det er mange triggere for slikt sunt stress, og det er avgjørende for positiv utvikling og et godt liv. Akutt stress kommer fra plutselige og overraskende situasjoner som trenger en rask reaksjon. Denne formen for stress er ikke alltid negativ. Tvert imot kan den også være positiv hvis man raskt finner en egnet reaksjon eller gode måter å slappe av på.

### 1.2 Negativ stress

Negativ stress er den formen for stress som kan være til skade for menneskets psyke og somatikk. Kronisk stress er den mest omtalte typen av negativ stress og kalles ofte for «distress». Det kan oppstå ved gjentatte møter med stress-faktorer som virker belastende og som føles uunngåelig. Eksempelvis

**Bekymring om konflikten**
Ilan Pappe, en israelsk historiker, skriver detaljert i sin bok «ti myter om Israel» og «The ethnic cleansing og Palestine» om Palestina historien. I hans bok hevder han at den etniske rensingen som fant sted under Israels uavhengighetskrig i 1948, og den bevisste sionistiske politikken for å etablere en jødisk stat med minimalt antall arabere/palestinere, er utgangspunktet for den pågående konflikten. Pappe anklager Israel for etnisk rensing og kritiserer den tradisjonelle israelske narrativet om konflikten, som han mener blir undertrykt. Han hevder at sionistiske ledere hadde en bevisst plan om å fordrive palestinerne fra landet for å etablere en jødisk stat (Pappe, Ilan, 2005, 2018).

Vår kjære Hudoor (aba) har uttrykt dyp bekymring og medfølelse i lys av den pågående konflikten mellom Israel og Palestina. Han har bedt om globalt og nasjonalt engasjement, med vekt på fred, rettferdighet og respekt for alle menneskers verdighet og rettigheter.

For eksempel oppfordrer Hudoor (aba) om at kommunikasjonskanalene mellom relevante partner forblir åpne. Det er utrolig viktig at begge parter kommer til enighet, slik at ikke flere liv går tapt. Inntil våpenhvile inntreffer, må all militæraksjon sikre at sivile ikke kommer til skade.
Dessuten ber Hudoor (aba) muslimske land i regionen om å forenes for å etablere fred og beskytte rettighetene til de uskyldige palestinske menneskene, som ikke har noen forbindelse med ekstremister. Hudoor (aba) oppfordrer også USA og andre innflytelsesrike nasjoner til å avstå fra handlinger, eller uttalelser som kan ytterligere forverre situasjonen. I stedet bør de, sammen med relevante internasjonale organisasjoner, gjøre alt som er mulig for å de-eskalere konflikten og sikre fred så snart som mulig. Rettferdighet og likeverd er av største betydning for å oppnå varig og bærekraftig fred. Hudoor (aba) har tydelig uttrykt sitt ønske om fred og rettferdighet i denne vanskelige situasjonen, og hans ord bør tjene som en påminnelse om menneskehetens felles ansvar for å arbeide for fred og forsoning (alhakam.org).

**Hva kan vi gjøre?**
Mange snakker om boikotte Israel. For at boikotten skal ha effekt, må mange mennesker – og ulike land delta og endre handlemønsteret sitt.
Hvorfor boikotter man Israel?

**Folkerettsbrudd**: Mange støtter boikott av Israel på grunn av landets vedvarende og alvorlige brudd på folkeretten, manglende etterlevelse av FN-resolusjoner og mangel på internasjonale sanksjoner. BDS-bevegelsen: En pro-palestinsk bevegelse kalt Boycott, Divestment, and Sanctions (BDS) ble startet i 2005. Den oppfordrer til ikke-voldelig press på Israel ved å boikotte utvalgte selskaper og produkter som de mener er involvert i Israels forbrytelser.
Som nevnt tidligere, er budskapet om fred og dialog en av de viktigste oppgavene en ahmadi bør ha under denne krigen. Det er avgjørende å vise solidaritet og bekymring for tapet av uskyldige sivile. Samtidig må vi fremme fred, kjærlighet og forståelse mellom ulike trosretninger. Som det ble påpekt tidligere, har selve jødedommen lite å si om handlingene utført av den israelske regjeringen. Hudoor (aba) har oppfordret hver ahmadi til å skrive til sine politiske ledere, og gjøre dem oppmerksomme på konsekvensene denne krigen har for verden og spre budskapet om fred. Vår største jihad (anstrengelse) er å delta så godt vi kan i interreligiøs dialog, fremme harmoni og motvirke ekstremisme. (pressahmadiyya.no).

**Kilder:**


**Alhakam.org** (2023) "UN faces collapse amidst World War: Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aa) warns of escalating tensions following oppression against Palestine"

https://www.alhakam.org/un-faces-collapse-amidst-world-war-palestine/

**Azoury Ayelet** (2021) " sionisme og antisemittisme" **https://www.dagen.no/meninger/sionisme-og-antisemittisme/**

**Groth, Bente** (2023)"sionisme" https://snl.no/sionisme

**Nrk.no** (2023) "israelsk journalist vil ha slutt på bombingen av Gaza" https://www.nrk.no/urix/israelsk-journalist-vil-ha-slutt-pa-bombingen-av-gaza-1.16611797

**Pappe, Ilan** (2005) "The ethnic cleansing of Palestine"

# Palestina konflikten

(Mubara Ahmed)

Den 7. oktober 2023, er en minneverdig dato for verden. Verdens medier fordømte angrepet på Israel som det "største terrorangrepet" noensinne. Konsekvensene av konflikten har vært katastrofale. Alle palestinere blir straffet for handlingene til en liten gruppe. Hvorfor blir ikke krigen stoppet? Er vi alle så makteslØse?

For å forstå denne konflikten og forstå hvordan de mektige landene reagerer slik de gjør er man nødt til å se på historien. Israel-Palestina- konflikten har vært en av de mest langvarige konfliktene i moderne historie. Den har dype røtter som går tilbake til århundrer med historie, kolonisering og religiøse og politiske uenigheter. Det er ulike meninger rundt når konflikten starter og hva det innebærer. En viktig ideologi som oppsto på 1800-tallet og som har stor betydning for konflikten, er sionistideologien.

Sionisme er en politisk bevegelse som oppsto på slutten av 1800-tallet, med det formålet å etablere en jødisk nasjonalstat. Idéen om Sionisme kommer fra det hebraiske ordet «Sion» som refererer til Sionfjellet i Jerusalem og symboliserer det historiske og religiøse hjertet av det jødiske folk (Groth,2023).

**Moses om folket sitt**
I Mosebøkene finner vi mange referanser til hvordan en troende tilhenger av profeten Moses (as) skal være. Moses (as) formidlet Guds budskap til folket, inkludert lover, løfter og advarsler. Han understreker betydning av å adlyde Guds lover og leve et rettferdig liv. Moses la vekt på betydning av hengivenhet til Gud, rettferdighet, omsorg for de svake og trofasthet mot Guds pakter. Han minner folket sitt om deres tidligere lidelser i Egypt og oppfordrer dem til å leve i samsvar med Guds vilje, slik at de kan nyte velsignelser i det lovede landet.

**Sionisme som politisk ideologi**
Theodor Harzl som skrev i sin bok «Der Judenstat», publisert i 1896, argumenterte for opprettelsen av en jødisk stat som en løsning på antisemittismen og jødisk forfølgelse i Europa. Herzl mente at jøder kun ville leve trygt og fritt i sin egen suverene stat (Groth,2023).
Denne ideen fikk betydelig oppmerksomhet under den første verdenskrig, da det britiske mandatet for Palestina ble etablert og åpnet for jødisk immigrasjon til området. Den ble enda mer forsterket under andre verdenskrig, hvor sionistene argumenterte for behovet for et jødisk hjem etter Holocaust.

Det finnes forskjellige varianter av sionisme, inkludert politisk, religiøs og kulturell sionisme. Religiøse sionister hevder at jødene er det utvalgte folket i henhold til jødisk tro og har en guddommelig rett til å eie og bosette seg i det historiske landet Palestina (Groth,2023).

Ifølge Gideon Levy, en israelsk journalist og kommentator, tilhører sionistene (folket i Israel) en gruppe som har lite tro på en Gud. Likevel argumenterer de fleste av dem for at Gud selv har lovet dem dette landet. Levy har ofte uttrykt bekymring for hvordan sionismen har blitt tolket og praktisert i moderne Israel. Han mener at den opprinnelige ideen om sionisme, som handlet om å skape et trygt sted for det jødiske folket, har blitt forvrengt til å rettferdiggjøre okkupasjonen av palestinske områder og undertrykkelsen av palestinerne. Han kritiserer også hvordan dagens israelere ser bort fra, eller rettferdiggjør brudd på menneskerettighetene til palestinerne, for å beskytte sin sikkerhet. (nrk.no)

# Islamske idealer over stemmer med norske prinsipper

(Rabia Baseer Rana)

I følge en artikkel fra NRK (2014) rangeres Norge blant verdens meste islamske land basert på visse verdier. En forskergruppe bestående av verdens fremste islam-eksperter, sammenlignet 208 land, og rangerte landene etter de viktigste verdiene i islam. De undersøkte hvordan disse verdiene blir praktisert i ulike land. Forskergruppen, ledet av professor Hossain Askari, studerte Koranen og andre muslimske tekster for å identifisere islamske idealer, særlig innen styresett. Disse idealene inkluderte velfungerende institusjoner, likhet for loven, økonomisk og politisk frihet, og økonomisk vekst.  I følge et annen studie "*The Economic Islamicity Index, between Islamicity and Universality: Critical Review and Discussion*" (2024) er det et gap mellom islamske idealer og faktisk praksis i mange muslimske land.  Studien evaluerer hvordan islamske verdier, spesielt de økonomiske, praktiseres i ulike land. Indeksen fremhever at prinsipper som sosial rettferdighet, økonomisk balanse og individuell frihet, ofte er bedre ivaretatt i ikke-muslimske land.

Politikeren Abid Raja påpeker at islamske idealer stemmer godt med verdier som ytringsfrihet, religionsfrihet, likestilling og likhet for loven, som også er grunnleggende i Norge. Dette viser at islamske prinsipper er universelle og ikke begrenset til stereotypier og misforståelser.

Ifølge Hadrat Mirza Tahir Ahmad (1990) fremhever også islamske verdier som sosial rettferdighet, økonomisk balanse og individuell frihet som sentrale aspekter. Han forklarer at islam, som betyr fred, fremmes på alle områder. Han understreker også viktigheten av ytringsfrihet i islamsk lære og påpeker at den er essensiell for å spre et budskap og opprettholde menneskeverdet. Samtidig kritiserer han også undertrykkelse og religiøs forfølgelse og understreker at tvang er strengt forbudt i islam.

*«alle verdensreligioner, enten de tror på islam eller ikke, må forplikte seg på det islamske prinsipp om ikke å bruke noen form for makt eller tvang som middel til å løse stridigheter mellom ulike sekter eller religioner. Friheten til å velge religion, til å bekjenne denne religionen, forkynne, praktisere, og utøve den, eller til å fornekte den eller slutte å tro, eller forandre sin tro, må være sikret for alle.»* ***(Islams svar på vår tids spørsmål, Mirza Tahir Ahmad 1992. s. 9-12)***

Professor Askari mener at mange muslimske land ikke følger islamske idealer, til tross for at Koranen forbyr undertrykkelse av innbyggerne. Mirza Tahir Ahmad (rh) utrykker også bekymring for at interne religiøse følelser kan føre til lidelse for minoritetsgrupper, og at religion har blitt brukt til å forfølge selv muslimer. Dette strider mot islamske prinsipper om fred og toleranse, og uttrykker behovet for å beskytte religiøs frihet og unngå forfølgelse.

Forskningen viser at islamske verdier stemmer godt overens med norske verdier, og at disse prinsippene er universelle. Dette viser til viktigheten av å beskytte ytringsfrihet, religionsfrihet og likestilling og indikerer at islamske idealer kan fremme et mer rettferdig og fredelig samfunn. Likevel er det nødvendig med kontinuerlig innsats for å sikre at disse verdiene opprettholdes, både i muslimske land og globalt.

**Kilder:**
- Ahmad, M. T. (1992). *Islams svar på nåtidens spørsmål.* Oslo: Islam International Publications.
- Askari, H. (2024). *The Economic Islamicity Index, between Islamicity and Universality: Critical Review and Discussion*. Journal of Islamic Studies, 15(2), 123-145.

for å hjelpe verden med å gå tilbake til det normale, og det er at menneskeheten vender seg til Gud og oppfyller Hans rettigheter og rettigheter til Hans skapninger."

I den nylige eskaleringen av Israel-Palestina-konflikten har Hans Hellighet (aba) vært den eneste globale lederen som har tatt opp saken med rettferdighet og uredd kritisert Israel for sine grusomme handlinger. Han har også pekt på politiske ledere for deres likegyldighet og upartiske håndtering av konflikten. I denne sammenhengen lanserte han den globale Voices for Peace-kampanjen og oppfordret ahmadier over hele verden om å organisere fredsinitiativer og legge press på politiske ledere for å bidra til å dempe denne konflikten.

I sin fredagspreken den 27. oktober 2023 sa han følgende: "Representanter for den israelske regjeringen hevder at Hamas har drept våre uskyldige; derfor vil vi ta hevn. Denne hevnen har nå overskredet alle grenser. Tapet av palestinske liv, som er rapportert, er fire til fem ganger større enn tapet av israelske liv. Hvis målet deres, som de hevder, er å eliminere Hamas, hvorfor bekjemper de dem da ikke direkte? Hvorfor retter de seg mot kvinner, barn og eldre? De har også fratatt disse menneskene vann, næring og medisinsk behandling. Alle hevdelser om menneskerettigheter og regler for krigføring opphøres når det gjelder disse regjeringene. Så lenge verdenslederne ikke streber modig for en våpenhvile, vil de alltid vare ansvarlige for å føre verden mot ødeleggelse."

I årets fredskonferanse ved Baitul-Futuh moskeen i London uttalte han: "Da jeg reflekterte over dagens arrangement, lurte jeg på om det var noen hensikt i å samle oss her igjen. Hva var poenget med å diskutere fred og rettferdighet når de med makt og innflytelse var fast bestemt på å ikke høre på oss. I stedet for å forplikte seg til fred og rettferdighet, bruker de sitt veto som et trumfkort. Den harde virkeligheten er at selv de institusjonene som ble grunnlagt med det primære målet om å opprettholde freden og sikkerheten i verden, blir stadig mer irrelevante. For eksempel har FN blitt en svak og nesten maktesløs organisasjon der noen få dominerende nasjoner har all makten og enkelt kan overprøve flertallets synspunkter. I stedet for å avgjøre hver sak basert på fakta, har nasjoner dannet allianser og stemmer i tråd med sine egeninteresser. Dette skjer uavhengig av om deres beslutninger fører til negative konsekvenser for mange uskyldige mennesker. "

I en tid preget av splittelse og konflikt, står Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) som et lysende eksempel på hva som er mulig når man velger fred, forsoning og kjærlighet over hat og vold. Som ambassadør for fred fortsetter han å inspirere millioner av mennesker over hele verden, og hans budskap om håp og harmoni fortsetter å resonnere i en stadig mer utfordrende verden.

Må Allah, den allmektige, veilede oss til å følge i fotsporene til vår kjære kalif, slik at vi også kan bidra til å etablere verdensfred. Amen.

**Kilder:**

- Verdenskrise og veien til fred
- https://www.alhakam.org/god-islam-ahmadiyya-khilafat-peace/
- https://www.alhakam.org/peace-symposium-2024/
- https://tariqmagazine.org/caliph-of-peace/

katastrofe er at nasjoner setter rettferdighet som et absolutt krav for hverandre. Selv om det er fiendskap mellom dem må de fortsette å være rettferdige, fordi historien har lært oss at dette er den eneste måten å eliminere alle spor av fremtidig hat, og dermed bygge en varig fred.

Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) har i tillegg proklamert at den eneste måten å sikre fred i verden på, er ved å slutte seg til ydmykhetens og rettferdighetens vei, og ved å vende seg til Gud.

Den 20. mars 2010, mens han adresserte fredskonferansen ved Baitul Futuh-moskeen, sa Hudoor (aba) følgende: "Jeg ønsker å gjøre noe veldig klart, og det er at et gjensidig forhold av kjærlighet, hengivenhet og lojalitet mellom hverandre ikke kan etableres før et forhold av kjærlighet, hengivenhet og lojalitet med Herren som skapte oss, er utviklet. Nød og uro eksisterer i dag i en stor del av verdens befolkning fordi verden har glemt sin Skaper. Folk har glemt de grunnleggende læresetningene i sin tro. En stor del av menneskene faktisk avviser til og med eksistensen av Gud."

Gjentatte ganger har Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) påpekt de ødeleggende og katastrofale konsekvensene av kjernevåpen.

Den 8. oktober 2022, under sin tale ved innvielsen av Bait-ul-Ikram-moskeen i USA, formidlet Hudoor (aba) følgende budskap: "Tidligere ble trusler om bruk av kjernevåpen betraktet som usannsynlige, men nå blir slike trusler uttalt nesten daglig. Det er tydelig at en global konflikt vil føre til en hendelse uten sidestykke. Konsekvensene, katastrofale og ødeleggende, overstiger vår forestillingsevne. Mange land har nå moderne våpen med kapasitet til å drepe tusenvis av mennesker med bare ett enkelt angrep. Lidelse og sorg vil ikke bare ramme oss, men også våre barn og fremtidige generasjoner, som vil lide på grunn av våre synder, uten egen skyld."

Videre uttaler han: "Uten tvil vil de uskyldige sjelene se tilbake på oss med forakt, sørgende over hvorfor deres forfedre lot ego og selvopptatthet føre dem inn i ødeleggende kriger som etterlot deres fremtidige generasjoner fysisk, emosjonelt og økonomisk knust. Derfor er mitt inderlige ønske og budskap til verden at vi må legge våre forskjeller til side og arbeide ivrig for å fremme fred i samfunnet. På denne måten kan vi redde våre fremtidige generasjoner, i stedet for å, Gud forby, dømme dem til et liv fylt av ingenting annet enn elendighet og fortvilelse."

Den 29. november 2020, under et virtuelt møte med Atfal-ul-Ahmadiyya i Tyskland, ble Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) spurt om livet noen gang ville bli normalt igjen etter Covid-19-pandemien. Hudoor (aba) svarte:

"Gud vet best. Selv om ting kan gå tilbake til det normale, vil den økonomiske tilstanden som har utviklet seg etter koronapandemien ha konsekvenser for hele verden. Jeg føler det er ganske mulig at en krig eller konflikt kan bryte ut etter at denne koronapandemien er over, og de ødeleggende effektene av det kan vare i mange år før ting normaliseres.

Derfor må vi be om at slike omstendigheter ikke oppstår, som kan føre til krig, og at verdensledere handler fornuftig slik at den globale situasjonen kan stabilisere seg så raskt som mulig og gå tilbake til det normale. For å oppnå dette, er det nødvendig at menneskeheten vender seg mot Gud. Vi bør informere folk om at det er bare én løsning

# Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba): ambassadør for fred

(Nabila Anwar, Majlis Nittedal)

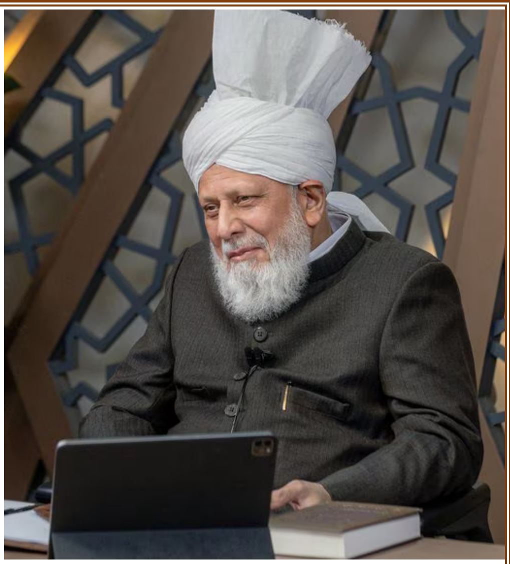

Verden går gjennom svært turbulente tider. Den globale økonomiske krisen fortsetter å åpenbare nye og stadig mer alvorlige farer nesten hver uke. Stadig finner vi likheter til perioden før annen verdenskrig, og det er tydelig at verden beveger seg mot en forferdelig tredje verdenskrig. Det er en overveldende følelse av at ting raskt holder på å komme ut av kontroll, og at folk ser etter noen som vil tre fram og tilby konkret og stødig veiledning som de kan ha tillit til. En som taler til deres hjerter og sinn og gir dem håp om at det finnes en vei som kan føre til fred. Konsekvensene av en kjernefysisk krig er så katastrofale at ingen tør å tenke på dem.

I en slik tid har Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) trådt frem som en bemerkelsesverdig figur - ikke bare for sine tilhengere, men også for dem som søker fred og forsoning over hele verden. Hans engasjement for fred har gjort at han har fått tittelen "ambassadør for fred", og hans virke har inspirert millioner av mennesker. Etter at han ble valgt til kalif i april 2003, har Hans Hellighet ledet en global kampanje for å spre islams fredelige budskap gjennom alle former for trykte og digitale medier. Under hans ledelse har nasjonale avdelinger til Ahmadiyya muslimsk trossamfunn lansert kampanjer som reflekterer islams sanne og fredelige lære. Ahmadier over hele verden er engasjert på grasrotnivå i å distribuere fred-pamfletter til både muslimer og ikke-muslimer, holde interreligiøse symposier og fredssymposier og holder utstillinger av Den hellige Koranen for å vise dens sanne og edle budskap. Disse kampanjene har fått global mediedekning og viser at islam forfekter fred, lojalitet til det landet man bor i og å tjene menneskeheten.

I 2004 lanserte Hans Hellighet den årlige National Peace Symposium hvor gjester fra alle samfunnslag kommer sammen og utveksler ideer for å fremme fred og harmoni. Hvert år samler symposiet mange ministre, parlamentarikere, politikere, religiøse ledere og andre notabiliteter. Hans Hellighet har reist rundt i verden for å fremme og tilrettelegge for å tjene menneskeheten. Under ledelsen til Hans Hellighet har Ahmadiyya muslimsk trossamfunn bygget flere skoler og sykehus som sørger for fasiliteter av høy standard i fjerntliggende deler av verden.

Det er Den hellige Koranens lære som han har lagt vekt på i sine taler og brev til verdens ledere: "Fiendskap mot et folk, selv det at de holdt dere borte fra den Hellige moske, skal ikke forlede dere til synd slik at dere begår overtredelser. Og bistå hverandre i rettskaffenhet og gudsfrykt, og bistå ikke hverandre i synd og overtredelser, og frykt Allah, sannelig Allah er streng til å gripe." (Koranen, 5:3)

Etter hvert som ulike hendelser har funnet sted de siste årene, har han uredd kunngjort for verden hvor ting er på vei - ikke for å skape frykt, men for å forberede dem til å tenke på hvordan verden har kommet til denne tilstanden; og hvordan den kan avverge katastrofen, og stake ut en kurs mot fred og sikkerhet for alle mennesker som bor i denne globale landsbyen. Gang på gang har han minnet om at veien tilbake fra randen av

**Å du som er årvåken og ren av natur.**

**At du gjennom din grådighet for verden ikke ruinerer din tro.**

**Ikke knytt ditt hjerte til dette forgjengelige oppholdssted, For under dets gleder ligger hundrevis av sorger. Hvis du bare hadde full bevissthet**

**Ville du hørt stemmen fra graven si: "Å mitt bytte om noen dager. Ikke vær plaget av bekymring for denne verdens anliggender."**

**Enhver som forfølger denne usle verden, Lider av sorg, lidelse og motgang.**

**Befridd er han som stadig er oppmerksom på døden Avsondret fra denne verden, hans øyne er festet mot Den rette vei.**

**Selv før sin død starter han sin reise mot Gud Skiller all sin taske og bagasje fra denne verden. Spenner sitt belte for livet etter dette.**

**Legger vekk alt som tilhører dette ubrukelige jordiske oppholdssted. Dette livets anliggende er en forfengelig sak,**

**Det er bedre å trekke vekk ditt hjerte fra dette oppholdssted.**

Mitt kjære barn! Helvete som Den hellige Koranen har gitt oss budskap om, Er ikke noe annet enn grådigheten for denne verden. Siden man til slutt må si farvel til den; Og siden du en dag må ta denne reisen. Hvorfor skulle en vis mann binde sitt hjerte til en hage Hvis blomster er utsatt for en brå knusende Høst? Å gi sitt hjerte til denne heksen er en feil, For hun er en fiende av troen, sannheten og renhet. Hva vil du oppnå fra denne falske kjære, Som noen ganger ødelegger fredelig, og noen ganger gjennom krig. Hvorfor ikke bli forelsket i den Kjære Hvis kjærlighet frigjør fra bindende lenker?

Kilde: Testamentet, s.23-26

# INSTRUKSJONER – om Wassiyyat

(Shaista Basit, Nordstrand)

1. Enhver som oppfyller de ovenfor nevnte betingelsene, vil få sitt testamente iverksatt først etter sin død. Dog er det viktig at testamentet blir skrevet ned, og deretter betrodd det utvalgte styret i menigheten, i løpet av ens levetid. Dette fordi det er vanskelig å få nedskrevet alle testamentariske gaver når døden står for døren. De som da nedtegner et testamente i disse tider, hvor himmelske tegn og prøvelser er nær, vil være høyt verdsatt i Guds øyne når de nedskriver det i en tilstand av fred. Akkurat slik som en arvelaters formue høster evigvarende nytte, slik vil også den belønning han mottar være evigvarende. Likeledes vil hans arv betegnes som en Khairat-e-Jariya.

2. Hvis en person som er knyttet til de betingelsene som er nevnt tidligere, dør et sted langt fra Qadian, i en annen del av landet, bør hans etterlatte bringe vedkommendes lik til Qadian i en solid kiste.46 Hvis en person som oppfyller alle de betingelsene og er berettiget en plass i denne gravlunden, dør før den er ferdig utbygget og beplantet, eller dør før broen tilknyttet den står ferdig etc., kan vedkommendes lik forvares i en kiste og gravlegges på nærmeste gravlund - for deretter å bringes til Qadian når gravlunden og alt arbeidet tilknyttet den står ferdig. Men det er ikke passende å grave opp lik som er begravd uten kiste. La det bli klargjort: Det er Guds vilje at alle med en fullkommen tro skal bli gravlagt på ett sted, slik at de fremtidige generasjoner kan se dem på ett sted, og på denne måten fornye sin tro. I tillegg vil de edle handlinger de utførte for Guds skyld alene, være synlige for folk til evig tid. Avslutningsvis ber jeg måtte Gud, den Opphøyde hjelpe enhver som er oppriktig i dette arbeidet, og skape i ham en begeistring for sin tro, og måtte enhver av dem møte døden i en slik tilstand hvor Allah er tilfreds med dem. Amen. Det er viktig at ethvert medlem av min menighet som er blitt tildelt denne avhandlingen, formidler det videre til sine venner og om det er mulig, også publiserer og tar vare på den for fremtidige generasjoner. Motstandere bør også bli formidlet dette budskapet på passende vis. Vis utholdenhet ved ondskapsfulle ytringer, og bruk deres tid i bønn.

Vår kunngjøring til slutt er at all lovprisning tilkommer Allah, verdenenes Herre. Den ydmyke forfatter, som til stadighet er avhengig av Allah, det evigvarende Tilfluktsted, Ghulam Ahmad, måtte Allah tilgi og hjelpe ham. 20. desember 1905.

Vær varsom!

# Viktigheten og velsignelser ved kalifatet

(Sofia Khalil)

Kalifatet er mer enn bare et begrep; Det er hjertet som banker for troen, en kilde til åndelig styrke og en kilde til enhet. Historien om kalifatet er som en levende saga som har formet livene til millioner av troende over hele verden.

I Koranen i sura Al-Nur, vers 56 står det; «*Allah har lovet de av dere som tror og handler rettferdig, at Han sannelig vil gjøre dem til etterfølgere på jorden, slik som han skjenket etterfølgere (blant dem) før dere, og Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han har utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet (og fred) etter deres frykt; de vil tjene Meg (alene) og ikke sette noen opp ved siden av Meg. Og den som er vantro etter dette, disse er de som er ulydige.*»

I henhold til dette verset er det et løfte fra Allah om at Han vil utnevne en kalif (etterkommer av profeten) blant rettferdige muslimer med det resultatet at Allah vil etablere deres religion som Han hadde valgt for dem, og at han vil gi dem fred og trygghet etter deres frykt. Derfor, etter at en profet går bort, følger en rekke etterfølgere for å fortsette profetens misjon.

Gjennom årene har kalifatet vært en kilde til beskyttelse og sikkerhet for ahmadier, spesielt i møte med motgang og forfølgelse. Kalifens bønner og veiledning har gitt de troende styrke og mot til å møte utfordringer med tålmodighet.

Under en tale på den årlige sammenkomsten (Jalsa Salana) i Qadian, i desember 1914, nevnte Hadrat Khalifatul – Masih II, Mirza Bashirud-Din Mahmood Ahmad (ra), en avgjørende forskjell mellom de som tror på kalifatet og de som ikke gjør det. Selv om den er usynlig, utgjør dette en betydelig forskjell:

«Du har en som har oppriktig sympati for deg; en som virkelig er glad i deg. En som anser din smerte og dine lidelser som sine egne, og som alltid ber til Allah for deg.»

Sann kjærlighet manifesterer seg når en person, uten kjennskap til ens identitet eller sted, ber for ens lykke og suksess. Dette fenomenet er en betydelig velsignelse av kalifatet. Gjennom kalifatet opplever man en kontinuerlig spirituell veiledning som inspirerer og skaper fellesskap. Tilhørigheten som oppnås gjennom kalifatet er tydelig, og det bringer alle ahmadier sammen om et globalt fellesskap som deler felles tro og verdier.

**Kilder:**

Den hellige Koranen

Hadrat Mirza Bashirud-Din Mahmud Ahmad . (1914). *Blessings of khliafat* .

En vanlig person kan ikke engang forestille seg krigen som nå kan oppstå som følge av urettferdighetene som har blitt sett. Stormaktene er klar over intensiteten av skaden det vil forårsake, men de er ikke interessert i å etablere rettferdighet og er ikke villige til å ta hensyn.

Under disse omstendighetene bør muslimene i det minste være sitt ansvar bevisst og ta hensyn. De må sette sine forskjeller til side og må etablere seg som en enhet. For å bedre sitt forhold til Bokens folk, har Allah gitt muslimene befaling om å kalle dem mot «et ord som er likt mellom oss og dem,» nemlig ved å forene seg over Guds enhet. Muslimer, som har den samme trosbekjennelse, bør derfor i hvert fall forene seg i enda større grad ved å sette sine forskjeller til side. De bør tenke over dette og etablere sin enhet. Dette er den eneste måten på å fjerne urettferdighet fra verden, oppfylle rettferdighetens forpliktelser og etablere rettighetene til de undertrykte. For å gjøre det, må muslimene heve en sterk stemme unisont mens de sammen støtter dem som er undertrykt over hele verden.

Dersom muslimene forener seg og blir ett, vil de ha en sterk og virkningsfull stemme. Ellers ville de muslimske myndighetene også være ansvarlige for drapet på uskyldige muslimer. Ha alltid Den hellige profeten Muhammads (må Allahs velsignelser og fred være med ham) ord i tankene – og dette bør også stormaktene ha i minne – at vi må hjelpe både undertrykkeren og de undertrykte. Vi må forstå viktigheten av dette påbudet.

Må Allah veilede de muslimske regjeringene, slik at de kan forene seg for å etablere sann rettferdighet. Må verdens stormakter også få rettsindighet slik at de i stedet for å ta verden mot ødeleggelse, heller prøver å redde den. De bør ikke gjøre det til deres mål å bare oppfylle sine egoistiske ønsker. De bør alltid huske at dersom og når det skjer ødeleggelser, vil heller ikke stormaktene være trygge fra disse.

Må Allah også gi Hamas forståelse, så de ikke bli grunnen til urettferdighetene mot sitt eget folk, og så de ikke utfører barbariske grusomheter og urettferdigheter mot andre. Dersom de skal kjempe, bør de gjøre det i lys av islams rettferdige prinsipper – der selv et fiendskap til en nasjon, skal ikke lede oss til å handle på annen måte enn med rettferdighet – dette er Allahs bud. Må Allah gjøre det mulig for stormaktene å oppfylle rettferdighetens forpliktelser på begge sider av konflikten for å etablere fred. Det skal ikke være slik at de blir milde mot den ene siden på bekostning av den andre. De må ikke øke i urettferdighet, så vi får se fred med våre øyne i verden»

# Utdrag fra fredagsprekenen holdt av Hadrat Khalifatul-Masih V (må Allah være hans Hjelper) 13. oktober 2023

«De siste dagene har det fulgt en krig mellom Hamas og Israel. Som et resultat har kvinner, barn og eldre blitt drept. Selv i en krigstilstand tillater ikke islam drap på kvinner, barn, eldre og uskyldige sivile. Den ærverdige profeten Muhammad (må Allahs velsignelser og fred være med ham) ga streng instruks mot å gjøre det. I den nylige eskaleringen tok Hamas det første grepet og angrep israelske borgere. Hvis man for et øyeblikk ser bort fra det faktum at uskyldige mennesker har blitt urettmessig drept av den israelske hæren, bør muslimer likevel alltid sørge for at de alltid følger islams lære.

Der den israelske hæren har handlet urettferdig, hviler ansvaret for det på dem, og det finnes bedre og lovlige måter å håndtere det på. Dersom det er en legitim krigstilstand, bør den være begrenset kun til de respektive hærene, og aldri mot uskyldige kvinner, barn, eldre og sivile. I denne sammenheng må aksjonen til Hamas fordømmes.

Uavhengig av den urettferdighet og grusomhet Hamas begikk, burde svaret på det, altså krigen burde ha vært begrenset til Hamas. Imidlertid er reaksjonen fra den israelske regjeringen ekstremt farlig, og det ser ut til at denne konflikten ikke vil ende her. Faktisk kan man ikke engang forestille seg hvor mange uskyldige kvinner, barn, eldre og sivile som vil miste livet. Den israelske regjeringen har antydet at den vil ødelegge Gaza, og for dette formål har de utført alvorlig og overveldende bombing. De har gruslagt hele byen. Nå er den siste utviklingen at den israelske regjeringen ber en million mennesker om å forlate (nordlige) Gaza umiddelbart.

Heldigvis – selv etter mye nøling – hever FN i det minste nå en svak stemme som svar på denne utviklingen. De har sagt at det er i strid med menneskerettighetene og vil skape enorme problemer, og derfor bør Israel tenke på avgjørelsen sin. I stedet for entydig å si at det er feil, og i stedet for å ta en sterkere holdning, kommer FN bare med forespørsler.

# Utsagn fra den utlovede Messias' (as) skrifter:

«…Å lyttere, (henviser jeg til det faktum) at til tross for de hundrevis av forskjeller mellom oss, deler både muslimene og hinduene en ting felles, nemlig at vi tror på den Gud som er Skaperen og Herren over universet.Vi deler også navnet menneske, dvs.vi er alle mennesker.Som innbyggere av

samme land er vi dessuten gjensidige naboer. Dette krever at vi, med et rent hjerte og oppriktige intensjoner, blir gjensidige venner. Og i religiøse og verdslige vanskeligheter bør vi ha medfølelse for hverandre, og vi bør utvise en slik medfølelse som om vi var lemmer av samme kropp.

Mine landsmenn! En religion som ikke fremhever universell medfølelse, kan ikke kalles en religion. Ei heller kan et menneske som ikke besitter evnen til å vise medfølelse, kalles for et menneske. Vår Gud har aldri diskriminert mellom ett folkeslag og et annet. For eksempel har alle de menneskelige kreftene og potensialene som har blitt gitt Indias gamle nasjoner også blitt skjenket araberne, perserne, assyrerne, kineserne, japanerne og Europa og Amerikas nasjoner. Jorden skapt av Gud sørger for et felles leie for alle folkeslag, og Hans sol og måne og mange andre stjerner er en kilde til lys (for alle); de yter også andre tjenester. Likeledes drar alle folkeslag nytte av elementene skapt av Ham, slik som luft, vann, ild, jord, og likeledes andre elementer skapt av Gud, slik som korn, frø, frukt og medisiner osv. Disse Herrens egenskaper lærer oss den leksjon at vi også skal oppføre oss høysinnet og vennlig mot våre medmennesker og ikke være smålige av hjertet og ukjærlige». (Et budskap om fred, s.1-3)

## Vers fra Den hellige Koranen:

Sura Al-Baqarah, vers 86

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۫
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ
هُوَمُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ
فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْىٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ
الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿86﴾

I Allahs navn, Den mest nåderike, Den evig barmhjertige

**2:86** Men dere er slike som dreper hverandre og driver ut en del av deres egne ut av deres hjem, idet dere hjelper hverandre i synd og overtredelse. Men hvis de kommer til dere som fanger, så løskjøper dere dem, enda det var forbudt for dere å drive dem ut. Vil dere da tro på én del av Skriften og fornekte den andre? Det er da ikke noen annen belønning for dem som handler slik, enn skjensel i dette liv, og på Oppstandelsens dag skal de bli overgitt til den strengeste straff. Og Allah er ikke uvitende om hva dere gjør.

## Hadith

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

Den ærverdige profeten (sa) har sagt at den som ikke er barmhjertig mot andre, vil ikke bli behandlet med barmhjertighet. *( Sahih Bukhari 6013)*

# Lederspalte

**Lillebjørn Nilsen skriver i sin kjente sang:**

En himmel full av stjerner.
Blått hav så langt du ser.
En jord der blomster gror.
Kan du ønske mer?
Sammen skal vi leve
hver søster og hver bror.
Små barn av regnbuen
og en frodig jord.

Jeg er vokst opp med denne sangen. Den kan tolkes dithen man selv ønsker. Om det omhandler en verden hvor vi tar vare på ressursene og er mer miljøvennlige – eller om vi velger å se på det som et håp om en fredelig verden, hvor alle lever i harmoni sammen, uavhengig av bakgrunn, etnisitet eller religion.

Vi lever i en tid preget av uro, krig, ødeleggelse og ufred. Situasjonen i Palestina blir verre og verre. Hver gang vi ser et bilde eller en video relatert til dette – kan vi tenke; ja, nå kan det vel ikke bli verre? Men så blir det akkurat det. Utallige mennesker er berørt og utallige mennesker har mistet sitt liv. Det er krig i Ukraina. Uskyldige liv lider i Kongo og Sudan. Overalt vi kaster blikket ser vi fattigdom, urettferdige skjevheter i samfunnet, kaos, mangel på respekt og harmoni. Når skal dette ta en ende? Og ikke minst hvordan?

I denne utgaven har vi fokusert på bakgrunnen til situasjonen i Palestina. Vi har gått nærmere inn på hvordan Hadrat Khalifatul-Masih fremmer fred og ønsker at verdensledere skaper forsoning. Vi blir nærmere kjent med Den ærverdige profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) – et forbilde på hvordan man kan skape fred og forsoning mellom mennesker.

Vi håper leserne finner utgaven interessant og at man lærer noe nytt.

*Red…*

# Innholdsfortegnelse

Lederspalte.........................................................2

Vers fra Den hellige Koranen................................3

Hadith...............................................................3

Utsagn fra den utlovede Messias' (as) skrifter........4

Utdrag fra fredagsprekenen..................................5

Viktigheten og velsignelser ved kalifatet...............7

INSTRUKSJONER – om Wassiyyat...........................8

Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba): ambassadør for fred..............................................................10

Islamske idealer over stemmer med norske prinsipper.........................................................13

Palestina konflikten..........................................14

Stress og angst; hva er det?

Hvordan mestre det?.........................................16

Biografien til Profeten Muhammad (sa)...............19

Waqfat nau møte med Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba) i Belgia........................................22

Nasirats Sider....................................................23



# ZAINAB

**Amir AMJ Norge**

Zahoor Ahmed CH

**President Lajna Imai'llah Norge**

Annum Saher Islam

**Redaktør Urdu-del**

Mansoora Naseer

**Redaktør Norsk-del**

Sarah Rafiq (Nasirat)
Shaista Basit

**Grafisk Design**

Mahruch Ahmad Fawzi
Zoya Smamah Shahid

Baitun Nasr Moské
Sørens Bulls vei 1,
1051 Oslo
Kontakt@ahmadiyya.no

# <u>En guddommelig-inspirert appell fra Huzoor</u>

Basert på en visjon av Hazrat Khalifatul Masih III, for å beskytte oss mot Satans angrep og søke tilflukt i et uovervinnelig og høyt tårn av Allahs beskyttelse, gjenopplivet Hazrat Khalifatul Masih V følgende appell:

**Bønn 1:**

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ. اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

«Hellig er Allah og verdig all lovprisning tilkommer Ham (alene), Hellig er Allah, den aller største. Velsign, Å Allah Muhammad(sa) og Muhammads(sa) folk.»

- Hver Ahmadi voksen bør resitere ovennevnte salutasjoner på Den Hellige Profeten Muhammad (sa) minst 200 ganger om dagen.
- Hver ung person mellom 15-25 år, minst 100 ganger om dagen.
- Hvert barn bør resitere det minst 33 ganger om dagen.
- Små barn bør øve på det med sine foreldre noen få ganger om dagen.

**Bønn 2:**

Alle Ahmadi bør resitere istighfar minst 100 ganger om dagen:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِن كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوبُ إِلَيْهِ

«Jeg søker Allahs tilgivelse for alle mine synder og vender meg til Ham.»

**Bønn 3:**

I tillegg til disse bønnene som skal resiteres hver dag, la Huzoor også til at alle Ahmadi bør resitere følgende bønn minst 100 ganger om dagen:

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ، رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

«Å min Herre, enhver ting er under din kontroll. Så; Å min Herre, beskytt meg, hjelp meg og vis meg nåde»

Disse bønnene bør spesielt resiteres under Jalsa-dagene og også regelmessig etter det.

# ZAINAB

Lajna Ima'illah Norge

*April til september 2024*

Viktigheten og velsignelser ved kalifatet

Hadrat Mirza Masroor Ahmad (aba): Ambassadør for fred

Islamske idealer overstemmer med norske prinsipper